ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۸	رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ / اگست ۲۰۱۱ء	جلد : ۱۹

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ MCB (0954) 7914-2

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

رہائش ''بیت الحمد'' : 042 - 36152120

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
نفاذِ شریعت کا سیدھا راستہ	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۴
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۲۳
تربیتِ اَولاد	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۲۷
روزہ کی رُوحانی جسمانی اَور اِجتماعی خصوصیات	حضرت مولانا محی الدین صاحبؒ	۳۱
حضرت اِمام حسین بن علی رضی اللہ عنہما	حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب ندویؒ	۳۶
حضرت مولانا قاری شریف اَحمد صاحبؒ	جناب مولانا حافظ تنویر اَحمد صاحب شریفی	۴۲
نیکیوں کا موسم	حضرت مولانا مفتی جمیل اَحمد صاحب تھانویؒ	۵۰
اِنسدادِ توہینِ رسالت قانون سے متعلق....	جناب مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری	۵۴
دینی مسائل		۶۰
اخبار الجامعہ		۶۳

خوشخبری

آپ ماہنامہ اَنوارِ مدینہ اِنٹرنیٹ پر مندرجہ ذیل لنک پر بھی پڑھ سکتے ہیں

http://www.scribd.com/anwaremadina

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

ماہِ مبارک کا آغاز ہو چکا ہے اِس میں ہر خاص و عام کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اَور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے گویا ہر اِنسان کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے باز آکر سچی توبہ کے ذریعہ اپنے رب کو راضی کرے فی الوقت ہماری جتنی بھی معاشرتی اَور معاشی اُلجھنیں ہیں اُن کی بڑی وجہ ہماری بداَعمالیاں اَور مخلوقِ خدا کے ساتھ نااِنصافیاں ہیں مال و دُنیا کی محبت میں ہر شخص اَندھا ہو چکا ہے وہ موت قبر اَور آخرت کی ہر منزل کو بُھلا بیٹھا ہے۔

مگر اِس سب کچھ کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کا دَروازہ کھلتا رہتا ہے ماہِ صیام میں تو اُس کی خصوصی رحمت کا دریا ہر طرف بہتا ہے۔ آقائے نامدار ﷺ کا اِرشاد ہے کہ اِس ماہ کا پہلا عشرہ رحمت ہے اَور درمیانی عشرہ مغفرت ہے اَور آخری عشرہ جہنم سے خلاصی ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر کسی پر رحمت کا باب کسی نہ کسی شکل میں کھلا ہے کسی کے درجے بلند ہو رہے ہیں کسی کی بخشش ہو رہی ہے کسی کو جہنم سے خلاصی نصیب ہو رہی ہے۔ ایک بار آپ ﷺ نے صحابہؓ سے خطاب میں اِرشاد فرمایا کہ :

''اے لوگو! ماہِ عظیم جو کہ شہرِ مبارک ہے بالکل قریب آلگا ہے اِس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے اِس کے روزے فرض کیے ہیں اَور رات کے قیام کو نفل ہی رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب چاہے گا اَدنی سی خیر کا عمل کر کے تو گویا وہ رمضان کے علاوہ فرض اعمال کے برابر ہوگا اَور جو اِس میں کوئی فریضہ اَدا کرے گا تو وہ رمضان کے علاوہ ستر فریضوں کے مانند ہوگا۔ فرمایا یہ صبر کا مہینہ ہے اَور صبر کا ثواب جنت کی صورت میں ملتا ہے اَور محبت و غمخواری کا مہینہ ہے اِس ماہ میں مومن کا رِزق بڑھا دیا جاتا ہے اَور جو روزہ دار کی روزہ کُشائی کرائے گا تو یہ اُس کے لیے گناہوں کی مغفرت اَور جہنم سے اُس کی جان کی خلاصی کا ذریعہ بنے گا، روزہ کا جتنا ثواب روزہ دار کو ملے گا اُتنا ہی اُس کو بھی ملے گا روزہ دار کے ثواب میں کمی کے بغیر۔

صحابہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں ہر کسی کو کہاں اِتنا میسر ہے کہ وہ پوری طرح روزہ کُشائی کرا سکے اِرشاد فرمایا یہ اَجر تو صرف دُودھ کی لسی یا کھجور یا پانی سے روزہ کشائی پر بھی مل جاتا ہے اَور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کے کھلایا اللہ تعالیٰ اُس کو (میدانِ حشر میں) میرے حوض سے ایسی سیرابی عطا فرمائیں گے کہ جنت میں داخل ہونے تک پھر کبھی پیاس نہ لگے گی۔''

لہٰذا ہر عام و خاص کو چاہیے کہ اِس رحمتوں والے مہینے میں گناہوں سے سچی اَور عملی توبہ کر کے نیکیوں میں سبقت لے جائے، مقروض اَور پریشان حالوں کی مدد کرے، بے روزگاروں کو روزگار کے مواقع فراہم کرے، مظلوموں کی دَادرسی کرے، ظالموں کو اُن کے ظلم سے باز رکھے تا کہ مخلوقِ خدا سُکھ کا سانس لے کر اُس کو دُعائیں دے جس کے نتیجہ میں دُنیا و آخرت کی بھلائیاں سمیٹ کر یومِ قیامت اَپنے رب کی بارگاہ میں فلاح و سرفرازی کا پروانہ حاصل کر سکے۔

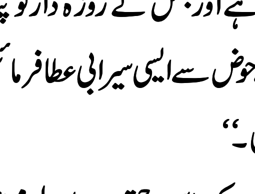

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

درسِ حدیث

حضرتِ اَقدس پیرومرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وَار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرتِ اَقدسؒ کے مریدین اَور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اَللّٰہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

اَنبیاء اَور فرشتوں کا اِیمان بالغیب نہیں ہوتا۔ بعد کے اُمتیوں کا اَجر
مخالفت کی برداشت۔ علماء کے قلم کی سیاہی اَور شہدا کا خون
مجرم کو بلا تاخیر سزا کے عملی نمونے۔ دین کے خادموں کی سوچ؟

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 66 سائیڈ A 1987 - 03 - 08)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرتِ آقائے نامدار ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اِیمان کے اعتبار سے سب سے زیادہ جو مجھے پسند ہیں وہ وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے یَجِدُوْنَ صُحُفًا اُنہیں قرآنِ پاک ملے گا فِیْھَا کِتَابٌ وہ تو ایک لکھی ہوئی چیز ہوگی کتاب کی شکل میں ہوگی یُؤْمِنُوْنَ بِمَا فِیْھَا [1] جو کچھ اُس میں لکھا ہوگا اُس پر وہ اِیمان لے آئیں گے یہ لوگ مجھے سب سے زیادہ پسند ہیں یعنی فرشتوں کا اِیمان اَنبیائے کرام کا اِیمان وہ تو اِس قسم کا ہے کہ اِیمان بالغیب نہیں ہے اُن کو نظر آتی ہیں وہ سب چیزیں جن پر اِیمان لانا ہے وہ اِیمان بہت قوی قسم کا ہے جو آنکھ سے دیکھ لے آدمی۔

اَور صحابہ کرامؓ کا یہ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے معجزات صادِر ہوتے ہوئے دیکھتے تھے رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کی صحبتِ مبارکہ، ساتھ رہ لینا یہ خود ایک بڑی سعادت اَور قوتِ اِیمانی کو اِنتہا

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۵۸۴

درجے بڑھانے والی چیز تھی تو فرمایا کہ بعد میں جو لوگ آئیں گے اُن کا حال یہ ہوگا کہ وہ قرآنِ پاک سُنیں گے اَور اِیمان لے آئیں گے واقعی۔

جاپان میں ایک شخص ہے اُس نے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پوری سُنی سمجھی وہ مسلمان ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات جو اُس میں ذکر کی گئی ہیں وہ بڑے اَچھے اَنداز میں ہیں جسے سلیم الطبع یعنی جس کی طبیعت اللہ نے پاکیزہ اَور سالم رکھی ہے اگر سُنے تو کہے گا کہ یہ حق ہے اَور کہے گا کہ مجھے پتہ چل گیا کہ اللہ کی ذاتِ پاک اِس طرح کی ہے خدا کو میں پہچان گیا اُس کا یکتا ہونا اَور اُس کا بے نیاز ہونا اَور اُس سے کسی کا وِلادت کے طریقے پر پیدا نہ ہونا باقی تو سب خدا کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں۔

سب نیک ہوں تو عمل آسان ہو جاتا ہے، بعد کے لوگوں کا اَجر :

رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا سَیَکُوْنُ فِیْ آخِرِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ قَوْمٌ اِس اُمت کے آخری حصے میں ایسے لوگ ہوں گے کہ لَھُمْ مِثْلُ اَجْرِ اَوَّلِھِمْ اُن کو اِس طرح کا اَجر ملے گا اللہ کے یہاں جیسے اَوّل والوں کو مل رہا ہے تو اَوّل والے تو ہیں صحابہ کرامؓ اَور بعد میں بہت بعد میں آنے والے جو ہیں اُن کو خدا کی طرف سے ایسی قوتِ اِیمانی نصیب ہو جائے گی کہ وہ دِین کے لیے مشکل ترین حالات میں کام کریں گے تو وہ خداوندِ قدوس کے زیادہ مقرب ہو جائیں گے اَور اللہ کے یہاں سے اُن کو اَجر زیادہ ملے گا اَگر سب کے سب نیک ہوں تو پھر نیکی آسان ہوتی ہے اَور اَگر ٹکراؤ ہوتا ہو کہ ایک ہے تو وہ سب میں نکّو بن جاتا ہے سب اُس کو اِعتراض کی نظروں سے دیکھتے ہیں اپنے لیے مصیبت سمجھتے ہیں جو اَچھی نظروں سے دیکھتے ہیں ایسے بھی ہیں لیکن بیشتر طبقہ اِسی طرح کا ہوتا ہے کہ بڑی مشکلات پڑتی ہیں جو دِین پر عمل کرنا چاہے خاندانی طور پر مشکلات پیش آئیں گی اُس کو، یہ داخلی ہو گئیں اَور خاندان سے بھی اَندر گھر میں ہو سکتی ہیں بیوی سے اِختلاف ہے اَوروں سے اِختلاف ہے اَور باہر تو ہوتا ہی ہے اِختلاف۔ تو جو لوگ ایسے اِختلاف کے دَور میں جمے رہیں یہ بہت بڑی بات ہے۔

ایک صاحب ایک جگہ تھے جہاں بہت رِشوت چلتی تھی اُنہوں نے اپنے شیخ سے کہا کہ میں ایسی جگہ ہوں میں چاہتا ہوں یہاں سے میرا تبادلہ ہو جائے کیونکہ میں یہ لے نہیں سکتا اَور یہاں یہی رواج ہے تو اُنہوں نے اُنہیں ہدایت کی کہ بالکل نہ چھوڑیں وہ جگہ کیونکہ اگر آپ نے وہ جگہ چھوڑ دی تو ایسا ہی آدمی

آ جائے گا جو دُوسروں کو تنگ کرے گا اَور رِشوت لے گا اَور تم جب تک وہاں ہو تو بہت سے لوگ تنگ نہیں ہو رہے کیونکہ وہ رِشوت نہیں دے رہے اَور تمہیں وہاں رہنے سے جو تکلیف پہنچ رہی ہے وہ اَجر سے خالی نہیں ہے اُس پر تمہیں اَجر مِل رہا ہے تو اُن کا یہ مشورہ اَور اِصلاح جو تھی وہ بڑی برموقع اَور بالکل صحیح تھی۔

جہاد کی قسمیں۔علماء کے قلم کی سیاہی اَور شہدا کا خون :

تو اِرشاد ہوا یہ کہ بعد میں بھی ایسے لوگ آئیں گے اَور کیا کریں گے وہ **يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ** اچھائی بتائیں گے اَور **يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقَاتِلُوْنَ اَهْلَ الْفِتَنِ** [1] جو لوگ طرح طرح کے فتنے کھڑے کریں گے اُن سے وہ لوگ جھگڑیں گے لڑیں گے اَور لڑنا تلوار سے بھی ہوتا ہے اَور لڑنا بالقلم بھی ہوتا ہے اَور جہاد بالعقل بھی ہوتا ہے مناظروں سے بھی ہوتا ہے یہ سب جہاد کے اَندر شامل ہیں اِس کی فضیلت بہت ہے۔

اَور حدیث میں جو آیا ہے کہ قیامت کے دِن علماء کی سیاہی کا شہداء کے خون سے وزن ہونا اَور پھر اُس کا غالب آ جانا شہدا کے خون پر تو یہ اِس لیے بھی ہے کہ اِن کا لکھا ہوا دُور دُور پہنچتا ہے اَور بعد تک قائم رہتا ہے اُس کا اَثر ذہن پر پڑتا ہے اُس سے اِنسانوں کی زندگیاں بنتی ہیں سنور جاتی ہیں تائب ہو جاتے ہیں۔تو اُن کی سیاہی جو ہے وہ قیمتی چیز ہے وہ معمولی نہیں ہے **وَيُقَاتِلُوْنَ اَهْلَ الْفِتَنِ** اِس کا مطلب یہ ہے کہ دِین اَصلی حالت میں قائم رہے گا۔

اگر حکومت کوتاہی کرے گی تو دُوسرے لوگوں سے اللہ دین کی خدمت لے گا :

اَور اِس میں یہ نہیں فرمایا کہ ''حکومت کے لوگ'' ایسے ہوں گے بلکہ یہ فرمایا کہ ''لوگ'' ہوں گے ایسے اِس کا مطلب یہ ہے کہ اَفراد میں رہے گا دِین اَور اَفراد ایسے قائم رہیں گے ضرور جن کو اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لیے اِستعمال فرماتا رہے گا۔

دین کے خادموں کی سوچ ؟ :

بس جو دین کی خدمت کر رہے ہیں اُن کو تو یہی سمجھنا چاہیے کہ اَللہ اِستعمال فرما رہا ہے وہ نہ چاہے تو چھوڑ دے کسی اَور سے کام لے لے تو جتنی دیر وہ اِستعمال کر رہا ہے وہ اِس کا کمال نہیں ہے بلکہ خدا کا اِحسان

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۵۸۴

ہے تو اُس کو چاہیے کہ وہ خدا سے یہ دُعا کرے کہ اَیسا نہ ہو کہ وہ میرا اِستعمال کرنا چھوڑ دے بلکہ یہ ہو کہ وہ مجھے آخر تک توفیق دے کہ میں اُس کے دین کے لیے اِستعمال ہوتا رہوں صحیح دین کے لیے۔

تو جو لوگ ایسے ماحول میں کام کریں کہ جہاں ٹکراؤ ہو وہ بڑا مشکل ہے اَب روزے سارے گھر والے اگر رکھیں تو بالکل آسان ہو جاتا ہے کیونکہ سارے ہی اُٹھتے ہیں سارے ہی روزے رکھتے ہیں کوئی بات ہی نہیں ماحول کا ماحول روزہ دار ہے لیکن اگر گھر میں فقط ایک آدمی روزہ رکھ رہا ہے باقی سارے اُسے ٹوکتے ہیں روکتے ہیں، کچھ کہتے ہیں کبھی کچھ کہہ دیتے ہیں تو اَب اُس کو اِس سے جو مشقت دماغی پیدا ہوگی اَور تکلیف پہنچے گی وہ بھی تو ایسے ہی ہے جیسے کسی کے بدن کو چوٹ لگ گئی ہو اَور اُسے تکلیف پہنچ رہی ہو اَور مرہم پٹی کی جارہی ہو بلکہ شاعروں نے تو یہ بھی کہا ہے

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامُ
وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

''جو بھالے سے نیزے سے زخم لگ جائیں وہ تو جُڑ جاتے ہیں اَور جو زبان سے زخم لگے وہ جُڑتا نہیں۔'' وہ ٹھیک ہونے میں نہیں آتا۔

تو زبان کی تکالیف جو وہ لوگ پہنچاتے ہیں سب کے سب اُس کے لیے باعثِ اَجر بن رہے ہیں۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا دھوبی، مخالفت کی برداشت :

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند بکثرت تھے وہ کسی کو بُرا نہیں کہنے دیتے تھے لڑ پڑتے تھے اَور ایک دفعہ ایک آدمی نے کچھ کہہ دیے بُرے کلمات حضرت رحمہ اللہ کے حق میں، طلباء نے وہاں سٹرائیک کردی مظاہرے کیے مطالبہ کیا کہ اِسے نکالا جائے اَور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں غلط بات ہے تو اُنہوں نے اُس میں ایک جملہ یہ فرمایا جو میں نقل کرنا چاہتا ہوں تو فرمایا : ''وہ میرا دھوبی ہے وہ جو میری غیر موجودگی میں میری بُرائی کرتا ہے وہ میرے جو گناہ ہیں اُنہیں دھو رہا ہے۔'' جب غیبت کرے گا کوئی آدمی کسی کی یا اِتہام لگائے گا تو ظاہر ہے کہ اُس آدمی کو حقیقتاً خدا کے نزدیک فائدہ پہنچ رہا ہے تو اُسے فرمایا کہ ''وہ میرا دھوبی ہے'' اَور تم یہ چاہتے ہو کہ میرے گناہ نہ دھوئے کوئی میرے کپڑے میلے ہی رہیں تو وہ میرا دھوبی ہے تم چاہتے ہو کہ میرا دھوبی نہ رہے اُس کو ہٹنے نہیں دیا وہ دارُالاہتمام میں تھے ....منشی ....

یا اَور چڑھاتے اُنہیں بلکہ دَبایا اُنہیں اَور یہ جملہ بھی اُنہوں نے فرمایا یہ جملہ بڑا عجیب ہے جس آدمی کی نظر آخرت پر ہو وہ تو یہی سوچے گا اُس کی سوچ یہی ہوگی کہ یہ تو میرا دھوبی ہے۔

بعد والوں کے لیے سات گنا مبارک بادی :

اِرشاد فرمایا آقائے نامدار ﷺ نے حضرتِ اَبواُمامہؓ راوی ہیں اِس کے **قَالَ طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ وَطُوْبٰی سَبْعَ مَرَّةٍ لِمَنْ لَّمْ یَرَنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ** [1] جس نے مجھے دیکھا اُس کو مبارک ہو اُس کے لیے اچھائی ہے اُس کے لیے خوشی کی چیز ہے اَور اِیمان قبول کرلے مجھے دیکھا بھی ہے اِیمان بھی قبول کیا ہے صحابی ہوگیا لیکن فرماتے ہیں کہ سات دفعہ یا سات گنی بھلائی اُس آدمی کے لیے ہے جس نے مجھے دیکھا بھی نہیں مگر اِیمان قبول کرلیا تو **طُوْبٰی سَبْعَ مَرَّةٍ** سات گنا اُس کو مبارکباد دِی ہے ایک طرح سے گویا۔ ایسی مثالیں آج کے دَور میں بھی ہیں جیسے بہت بڑے بڑے لوگ کہتے ہیں کہ میں فلاں قوم کو سلام کرتا ہوں اَور فلاں کو سلامی دیتا ہوں مطلب حوصلہ اَفزائی ہوتا ہے کہ ایسا کام کیا ہے، کارنامہ اَنجام دیا ہے۔ تو یہ کارنامے ہیں اَور اِن میں شریک ہونے کا موقع تو آج کل اچھا خاصا لگتا ہے اَلبتہ یہ خدا کا شکر ہے کہ سارے کے سارے تو نہیں خلاف ہوتے اُس کو دِل میں اچھا بھی سمجھتے ہیں بہت سے ایسے ہیں جو اَپنے سے اَچھا سمجھتے ہیں لیکن مذاق اُڑانے میں وہ سب کے ساتھ شامل ہوجاتے ہیں اَور بعضوں کا ٹکراؤ حقیقی ہوجاتا ہے۔

''دَاڑھی'' پر دھمکی دینا اَور دھمکی میں آجانا دونوں باتیں غلط ہیں :

یہاں ایک صاحب نے دَاڑھی رکھنے کا اِرادہ کیا تو اُن کی والدہ نے کہا بالکل نہ رکھنا اَور اگر تو نے داڑھی رکھی تو میں دُودھ نہیں معاف کروں گی اَب داڑھی رکھنے پر اِس قدر سخت بات کہی اُنہوں نے ایسے قصے ہوتے آتے ہیں اَور بالکل دِین سے ناواقفیت کی دلیل ہے اِس طرح کی بات کرنا۔ اَور دین سے ناواقفیت کی دلیل ہے اِس طرح کی دھمکی میں آجانا کیونکہ **لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ** وہ ماں ہے خفا بھی رہے گی تو کتنے دِن رہے گی کچھ دِنوں بعد ٹھیک ٹھاک ہوجائے گی۔ تو اِس درجہ میں جب آجائے معاملہ تو آدمی کتنی اُلجھن میں پڑتا ہے تو **طُوْبٰی سَبْعَ مَرَّةٍ لِمَنْ لَّمْ یَرَنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ** اُس کو میں سات گنی مبارکباد دیتا ہوں جس نے مجھے دیکھا بھی نہیں اَور اِیمان قبول کرلیا۔

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۵۸۴

پنڈت کا اِسلام :

اَبھی کوئی پنڈت ہے وہاں بمبئی کی طرف مسلمان ہوگیا پنڈت نہیں بلکہ مہا پنڈت بہت سے پنڈتوں کے اُوپر جو ہوتا ہے اَور بڑے لوگوں سے اُس کے تعلقات ہیں جو صدر ہیں گورنر ہیں اَور فلاں ہیں صوبائی بھی اَور مرکزی بھی اَور پہلے وہ رہا ہے آر ایس ایس میں شامل جو مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے، یہ اُن کی وہاں مسلح تنظمیں ہیں یا ٹرینڈ تنظمیں ہیں مسلمانوں کے خلاف جب کبھی کام کرنا پڑتا ہے تو وہ فساد میں قتل و غارت گری میں آگ لگانے میں آگے آگے ہوتے ہیں وہ اعلان بھی کرتا ہے اپنے اِسلام کا اِسلام کی خوبیاں بھی بیان کرتا ہے وہ یہ جانتا ہے کہ جو لوگ یہاں مسلمان ہیں اُن کے لیے بھی عرصہ حیات تنگ ہے پریشان ہیں، اُن کے لیے میدانِ کار بہت تنگ ہوا ہوا ہے اَور اُس کی گردن خطرے میں ہے اِس کے باوجود اِس دَور میں مسلمان ہوگیا۔

تقسیم سے پہلے اِسلام کی طرف رغبت :

تقسیم سے پہلے بڑے مسلمان ہوتے تھے لوگ ہاں تقسیم کے بعد جب جھگڑے ہوئے اَور قتل و غارت گری ہوئی اَور لاکھوں آدمی مارے گئے مسلمان بھی پندرہ سولہ لاکھ شہید ہوئے بہت بڑی تعداد شہید ہوئی اَور اُدھر بھی یہاں سے مارے ہوئے لٹے پٹے ہوئے گئے ہیں اَور پھر وہاں کے عام لوگوں کے دماغوں میں یہ بیٹھ گیا کہ پاکستان ہے مسلمانوں کے لیے ۔اَب کون اُنہیں سمجھائے بہت سمجھاتے ہیں کہ بھئی سیکولر اِسٹیٹ ہے ہر مذہب والا رہ سکتا ہے حکام تک کے دماغوں میں دُوسری بات بیٹھی ہوئی ہے کہ اچھا ہے یہ جائیں تاکہ ہندوؤں کے ہاتھ آئیں یہ چیزیں۔تو اِن حالات کی وجہ سے اِسلام قبول کرنے میں رُکاوٹ پیدا ہوگئی ورنہ جو حال وہاں پہلے تھا اِسلام کی طرف ہندوؤں کی رغبت کا وہ بہت زیادہ تھا۔ کہتے ہیں کہ کلکتہ کی مسجد میں جو وہاں شہر میں ایک مسجد ہے بڑی اَب اَور بڑی بڑی بن گئی ہوں شاید مساجد وہاں اُس وقت وہ بڑی مسجد تھی مسجدِ ناخدا جیسے کہ شہر کی ایک مرکزی مسجد ہو معروف ویسے وہ ہے اُس میں مسلمان ہوتے رہتے تھے ہر دِن دو تین دو تین اَب ہفتہ میں ایک آدھ مسلمان ہوتا ہے وہاں تو اِس رَفتار میں بڑا فرق پڑا ہے اَور اِس لحاظ سے مسلمانوں کی تعداد بڑھ کے ہوسکتا تھا ہندوؤں کے برابر ہوجاتی یا ہوسکتا تھا زائد ہوجاتی۔

تو وہ آدمی جو وہاں مسلمان آج کے دَور میں ہوا ہے وہ مستحق مبارک باد ہے ہمیں بھی اُسے مبارک باد

دینی چاہیے اَور ہم بھی دُعا کرتے ہیں کہ خدا اِستقامت دے وہ ساری باتیں کھل کر لکھتا ہے کیونکہ لوگ اُس کی تعظیم کے تو عادی ہیں جو تعظیم کے عادی ہوجاتے ہیں وہ ڈانواں ڈول ہوجاتے ہیں مخالف نہیں ہوتے تو ڈانواں ڈول ہوگئے ہیں اُس کے معتقد ضرور کہ اَب اِس سے عقیدت رکھیں یا نہ رکھیں لیکن اُس کی دُشمنی پر اُتر آئیں ایسی صورت نہیں ہوئی لیکن ہوسکتا ہے کہ کوئی اُسے مار بھی دے یہ اَگلی باتیں جو زیادہ کیے جا رہا ہے دُوسروں پر اِس کا اَثر پڑ رہا ہے تو وہ سوچیں کہ چلو اِسے صاف کرو۔ تو اُس نے اپنی جان خطرے میں ڈال دی اَور دیکھا اُس نے کیا ہے ! فقط تعلیمات دیکھی ہیں اِسلام کی اَور کوئی اُس نے مظہر بھی نہیں دیکھا وہ کہیں عرب میں بھی نہیں گیا کہ اُس نے یہ دیکھ لیا ہو کہ یہاں ٹوٹا پھوٹا اِسلامی قانون کا جو حال ہے اُس میں بڑا عدل اَور بڑا اِنصاف ہے وہاں جانے والے بھی متاثر ہوجاتے ہیں مجمع کو دیکھ کر اُن کی تنظیم کو دیکھ کر، ٹی وی پر اَب آنے لگے ہیں کعبۃ اللہ وغیرہ میں نمازوں کے مناظر لیکن یہ ٹی وی پر دیکھنا اَور سچ مچ دیکھنے میں بڑا فرق ہے سچ مچ دیکھنے میں جو اَثر ہوتا ہے وہ پُر ہیبت ہوتا ہے سب رکوع میں ہوں سب سجدہ میں ہوں یا سب قیام میں ہوں تمام حالات کا بڑا اَثر پڑتا ہے وہ منظر عجیب ہے اَور اُس جگہ کی بھی برکات اُس وقت شامل ہوتی ہیں جب آدمی وہاں ہوٹی وی پر دیکھنے میں تو وہ بات ہی نہیں لیکن وہاں رہے کچھ وہاں اِسلام کے قانون کو بھی دیکھے اَگر عربی جانتا ہو تو وہاں کے لوگوں کے حالات کو بھی دیکھے اُن کے جھوٹ اَور سچ کو بھی دیکھے۔

صبح چار بجے قتل کیا اَور دس بجے قاتلوں کے سر قلم :

ابھی وہ قریشی صاحب آئے ہوئے تھے بتا رہے تھے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کو مار دِیا رات کو مارا کوئی چار بجے رِیوالور یا پستول سے اُس کو اُنہوں نے پکڑ لیا صبح سات بجے آٹھ بجے پیش ہوئے قاضی نے پوچھا کہ یہ تیرے پاس ریوالور آیا کہاں سے اُس نے نام لے لیا، اَچھا چلانا کس سے سیکھا، اُس کا نام لے لیا، جس نے چلانا سکھایا تھا اُس کو بُلایا، آیا کہاں سے حاصل کہاں سے کیا، فلاں آدمی کے ذریعہ یا فلاں دُکان سے اُن کو بھی بلالیا۔ اَگر وہ کہہ دیتے کہ یہ اِس نے چار پانچ سال پہلے لیا ہے وہ سکھانے والا کہہ دیتا کہ میں تو سکول میں جاتا تھا ٹریننگ دیتا تھا وہاں میں نے ٹریننگ دی تھی تو کوئی حرج نہیں تھا لیکن اِسلامی قوانین میں اِتنا موقع ہی نہیں دیتے (مجرم کو) کہ کوئی جھوٹ بات بنا سکے اَور جو مجرم ضمیر ہوتا ہے وہ جھوٹ بات جلدی سے بنانے کا متحمل نہیں ہوتا اُس میں ٹکراؤ کی طاقت نہیں ہوتی فورًا اَگر پکڑا جائے تو وہ جھوٹ بول کر اپنے آپ کو

چھپا نہیں سکتا چنانچہ اُس عورت نے کہا واقعی مارا ہے میں نے، کہاں سے آیا پستول سیکھا کیسے سب پتہ چل گیا کہ یہ سب حال ہی کی تازہ باتیں ہیں، معلوم ہوا کہ یہ چار آدمی شریک ہیں اِس میں، بیچنے والا بھی، لے کر دینے والا بھی، سیکھانے والا بھی، مارنے والی خود، یہ چار شریک تھے اُنہوں نے کیس سُن کر کہا کہ اِن سب کی گردنیں اُڑا دو بیک وقت۔ رات کے چار بجے اُس نے مارا ہے شوہر کو اَور صبح دس بجے سب کا فیصلہ ہوگیا ایسی صورت میں کون مجرم ہے جو ہمت کرے۔

بچہ کا قتل اَور حضرت عمرؓ کا فیصلہ :

اَب یہ بالکل ویسی ہی مثال بن گئی جیسے صدرِ اَوّل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دَور میں ایک بچہ کے قتل میں چار آدمی شامل تھے، بچہ تھا بالکل چھوٹا ایک عورت تھی ایک شخص سے اُس کے ناجائز تعلقات تھے شوہر باہر گیا ہوا تھا یہ بچہ جو تھا یہ پہلی بیوی کا تھا وہ آدمی جب آتا تھا تو یہ کہتی تھی کہ یہ سب بتا دے گا باپ کو جب وہ آئے گا، پہلے اِسے صاف کرو تو وہ اَور ایک اَور آدمی ملے اِس طرح سے وہ چار آدمی بن گئے اِس عورت سمیت، اِنہوں نے مارا مار کر اُس بچہ کو ایک کنویں میں ڈال دیا پتہ چل گیا لوگوں کو تلاش کیا گیا معلوم کیا گیا پکڑ لیا گیا اَب حاکم جو تھا وہاں کا اُسے تردد ہوا کہ قاتل کون ہے قاتل تو ایک ہی ہوگا اِن میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اُس نے یہ کیس بھیج دیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ مار دو چاروں کو۔

ایک کیس میں سات آدمی شامل تھے تو ساتوں کے ساتوں کو مروا دِیا۔ ایسے ہی کسی موقع پر یہ فرمایا لَوِ اشْتَرَکَ فِیْہِ اَھْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُھُمْ بِہٖ [۱] یہ صنعاء دارُ الخلافہ چلا آرہا ہے بہت پرانا یمن کا اَب بھی وہ بڑا شہر ہے اَور ممکن ہے اَب بھی دارُ الخلافہ ہو تو فرمایا کہ اگر تمام صنعاء والے ایک آدمی کے قتل میں شامل ہوتے تو میں سب کو مار دیتا۔

تو اِس کا اَثر یہ ہے کہ وہاں قتل و غارت گری کا تو بالکل خاتمہ ہے یہاں آپ اَخبارات دیکھتے ہی ہیں اِس طرح سے مار دیتے ہیں جیسے کسی جانور کو مار دیا ہو اِنسان میں اَور جانور میں تھوڑا ہی سا فرق ہے اَور اِتنے رَوز حادثے اَور قتل اَور یہ اَور وہ تو اُس (پنڈت) نے تو جا کر وہاں وہ منظر بھی نہیں دیکھا کہ چلو اِسلام

---

[۱] بخاری شریف کتاب الدیات ج ۲ ص ۱۰۲۰ مطبوعہ اَلطاف اَینڈ سنز کراچی

کے قانون میں یہ برکات دیکھنے میں آئیں تو اِنہیں دیکھ کر مسلمان ہوگیا ہو یہ بھی نہیں کہا جا سکتا بس دُور سے تعلیمات دیکھ کر ہی مسلمان ہوا ہے۔ ایسے لوگوں کی آقائے نامدار ﷺ نے بہت ہی زیادہ تعریف فرمائی ہے اَور اِن کو بڑی مبارک باد دِی ہے۔

اللہ ایسے سب لوگوں کو اَور ہمیں بھی اِسلام پر اِستقامت کی توفیق عطا فرمائے اَور آخرت میں آپ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا..........

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اَور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اَور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اَور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

علمی مضامین سلسلہ نمبر۴۴ (قسط : ۳، آخری)

''اَلحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرتِ اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اَور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہوسکے جبکہ اِن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کردیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

نفاذِ شریعت کا سیدھا راستہ

کلماتِ چند بر قانونِ اِسلامی

تکمِلہ '' کلماتِ چند ''

موجودہ شریعت بل کی شق نمبر۴ یہ ہے : '' مسلّمہ فقہاءِ اِسلام کی تشریحات ''

☆ اَب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلّمہ فقہائے اِسلام تو بہت ہیں جیسے ترمذی شریف میں جابجا سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبہ، ابنِ مبارک، اِسحاق وغیرہ کا ذکر ہے۔ ترمذی کے علاوہ اَور کتابوں میں شام کے مکحولؒ اَور اَوزاعیؒ مصر کے لیثؒ اَور اِن جیسے بیسیوں اَکابرِ اُمت کے اَقوال وتحقیقات کا ذکر ہے اِن کے علاوہ تابعین اَور تبع تابعین میں ایسے حضرات کی تعداد تو بہت ہی زیادہ ہے۔ حاکم نیسابوری نے اپنی مایۂ ناز کتاب ''معرفت علوم الحدیث'' میں یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔ حاکم (۳۲۱ھ پیدائش/ ۴۰۵ھ وفات) نے یہ کہہ کر کہ اِن کی حدیثیں لکھی جاتی ہیں اِن کا ذکر باعثِ برکت ہے اَور یہ شرقاً غرباً معروف ہیں اپنی اِس کتاب میں ص ۲۴۰ سے فہرست دی ہے۔ اَسماءِ علماءِ مدینہ میں چودہ سطریں، اہلِ مکہ میں چھ سطریں، اہلِ مصر پانچ سطریں، اہلِ شام بیس سطریں، اہلِ یمن نو سطریں، اہلِ یمامہ دو سطریں، اہلِ کوفہ بہتر سطریں، اہلِ جزیرہ دس سطریں، اہلِ بصرہ بائیس سطریں، اہلِ واسِط چار سطریں، اہلِ خراسان اُنیس سطریں لکھی ہیں۔ ہر سطر میں اگر تین نام اَوسطاً رکھے جائیں تو یہ ساڑھے پانچ سو کے قریب علماء بنتے ہیں۔

یہاں ذیل میں میں ایک بات کی طرف توجہ دِلاتا چلوں کہ صرف کوفہ کے علماء کی ۲۷ سطریں بنتی ہیں اَور پوری دُنیا کے علماء کی ۱۱۱ سطریں اِس طرح صرف کوفہ کے علماء کی تعداد ۳۲۴ بنتی ہے۔ یہی چیز علمِ حدیث، فقہ، اُصولِ حدیث وفقہ اَور علمِ قراءت کے اعتبار سے پوری دُنیا میں مذہب اہلِ کوفہ کے غلبہ کا سبب رہی ہے۔ اِمام بخاریؒ نے فرمایا ہے لَا اُحْصِیْ مَادَخَلْتُ الْکُوْفَةَ یعنی کوفہ جتنی دفعہ گیا ہوں اِس کا شمار نہیں۔ قراءت روایتِ حفص آج تک پوری دُنیا میں رائج ہے یہ کوفہ ہی کی ہے اَور اِمامِ اعظم اَبوحنیفہ النعمانؒ کی بھی۔ قراءتِ سبعہ متواترہ میں سے تین قاری صرف کوفہ کے ہیں اَور قراءتِ عشرہ متواترہ کے قاریوں میں چار صرف کوفہ کے ہیں۔ علماء کوفہ کی اِسی کثرت سے اِن کا علمِ حدیث، علمِ تفسیر اَور علمِ فقہ میں تفوق و بلند رُتبہ ہونا ظاہر ہورہا ہے۔ نیز علاوہ حدیث وفقہ کے لُغت اَور صرف ونحو میں علماءِ کوفہ اَور علماءِ بصرہ کے مذاکرات اَور آراء اَلگ مسلّم چلی آرہی ہیں اِسی لیے قاموس وغیرہ کتبِ لُغت میں بھی کوفہ کو " قُبَّةُ الْاِسْلَامِ " لکھتے ہیں۔ کوفہ کا اِس لقب سے کتبِ لُغت تک میں ذکر کیا جانا بڑی اہم بات ہے اَور صاحبِ قاموس تو مسلکاً بھی شافعی ہیں، بس اِس ذیلی بات کو یہیں ختم کرتا ہوں۔

☆ اَور اَب میں آپ کے سامنے یہ بات رکھنی چاہتا ہوں کہ شریعت بل کی مذکورہ شق نمبر ۴ کی رُو سے جب کوئی قانون ساز کونسل ایک سرے سے تمام قوانین کا جائزہ لینا شروع کرے گی یا ترتیب وتدوین یا قانون سازی کرے گی تو وہ اُن مذکورۃ الصدر علماء میں سے کس کی تحقیق پر چلے گی؟ اِس کونسل میں شریک ہر فرد کو اِختیار ہوگا کہ وہ اُن میں سے کسی بھی ایک کی مرجوح ومتروک تحقیق لے لے تو متفقہ قانون کیسے بنے گا؟ ہر ایک اپنی پسند کی رائے یا دلیل کو ترجیح دے گا اَور ایک مسئلہ بھی حل نہ ہو سکے گا خصوصًا اِس دَور میں جبکہ تقوے سے لوگ خالی ہیں اَور عُجب (خود پسندی) عام ہے۔ غرض اِس طرز پر کام کرنا بے سود بلکہ مضر ہوگا کیونکہ مدتوں پہلے اِبتدائے دَورِ تابعین وتبع تابعین میں یہ ہو چکا ہے اَور ہر مسئلہ پر بحث وتمحیص اَور علمی مذاکرے ہو چکے ہیں اِس کو میں حاکم کی اِسی کتاب میں دَرج ایک مثال پیش کرکے واضح کرنا چاہتا ہوں۔

عبد الوارث بن سعیدؒ مکہ مکرمہ پہنچے تو اُنہیں خرید وفروخت کے معاملات میں ایک مسئلہ پیش آگیا وہاں اَبوحنیفہؒ، ابن اَبی لیلیٰؒ اَور ابن شُبرمہؒ آئے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے پہلے تو اَبوحنیفہؒ سے رُجوع کیا کہ ایک شخص نے کوئی چیز فروخت کی اَور ساتھ ہی شرط بھی لگادی (مثلاً کسی نے قلم بیچا لیکن بیع کے منافی یہ شرط

لگادی کہ جب مجھے ضرورت ہوگی تو میں اِستعمال کروں گا) اِمام اَبوحنیفہؒ نے جواب دیا کہ بیع بھی باطل ہے اَور شرط بھی باطل ہے۔

عبدالوارِثؒ کہتے ہیں کہ پھر میں اِبن اَبی لیلیٰؒ کے پاس گیا اَور اُن سے یہی مسئلہ پوچھا اُنہوں نے جواب دیا کہ بیع (سودا) جائز ہے اَور شرط باطل ہے۔ پھر میں ابن شُبرمہؒ کے پاس گیا اُن سے یہی مسئلہ دریافت کیا اُنہوں نے جواب دیا کہ بیع بھی جائز ہے اَور شرط بھی جائز ہے۔ میں نے کہا، سبحان اللہ! آپ عراق کے تین فقیہ ہیں اَور ایک ہی مسئلہ میں آپس میں اِتنا اِختلاف۔ تو میں اَبوحنیفہؒ کے پاس گیا اُنہیں یہ بات سُنائی اُنہوں نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ اُن دونوں نے کیا جواب دیا لیکن :

حَدَّثَنِیْ عَمْرُوبْنُ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ بَیْعٍ وَ شَرْطٍ .

''مجھے عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اُنہوں نے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے بیع اَور شرط سے منع فرمایا ہے۔''

لہٰذا بیع بھی باطل اَور شرط بھی باطل۔

پھر میں ابن اَبی لیلیٰؒ کے پاس گیا اُنہیں میں نے یہ بتلایا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ مجھے نہیں پتہ کہ دونوں نے کیا کہا لیکن :

حَدَّثَنِیْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَشْتَرِیَ بَرِیْرَةَ فَاُعْتِقَهَا .

''مجھے ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے اَور اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے یہ روایت سُنائی کہ مجھے جنابِ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ میں بریرہؓ کو خرید کر آزاد کردُوں (باوجودیکہ اُن کے مالک نے بیع کے منافی ایک شرط لگائی تھی)۔

لہٰذا بیع تو جائز ہے اَور شرط باطل ہے۔

پھر ابن شبرمہؒ کے پاس گیا اُنہیں ساری بات سُنائی اُنہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ اُن دونوں نے کیا کہا ہے لیکن :

حَدَّثَنِیْ مِسْعَرُ بْنُ کِدَامٍ عَنْ مُّحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بِعْتُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَاقَةً وَشَرَطَ لِیْ حِمْلَانَھَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ .

''مجھے مِسعر بن کدام نے محارِب بن دِثار سے اُنہوں نے حضرت جابرؓ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے (سفر میں) جنابِ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ اُونٹنی فروخت کی تھی اَور آپ نے اِس پر مدینہ منورہ تک سفر کی شرط منظور فرمائی تھی۔''

لہٰذا بیع بھی جائز اَور شرط بھی جائز ہے۔

(معرفة علوم الحدیث ص ۱۲۸)

اِسی طرح ایک اَور مثال بھی ملاحظہ فرمالیں جو بخاری شریف سے نقل کر رہا ہوں۔ یہی ابنِ شبرمہؒ (قاضی کوفہ) فرماتے ہیں کہ مجھ سے اَبوالزِّنادؒ (قاضی مدینہ منورہ و اُستاد اِمام مالکؒ) نے اِس مسئلہ میں گفتگو کی کہ مدعی کے پاس ایک ہی گواہ ہوتو اُس سے دُوسرے گواہ کے نہ ملنے کی صورت میں بجائے گواہ کے قسم کھلوائی جائے (اَور یہی اِن کا اَور اہلِ مدینہ کا مسلک تھا) میں نے اُنہیں جواب دیا کہ قرآنِ پاک میں مدعی کے پاس دو گواہ نہ ہونے کی صورت میں یہ حکم ہے کہ پھر دو عورتیں ہوں اَور طویل عبارت اِختیار فرمائی گئی :

فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّھَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی . (سُورة بقرہ آیت ۲۸۲)

(اگر ایک گواہ اَور مدعی کی قسم کافی ہوسکتے تو قرآنِ پاک میں مختصر کلمات میں اِرشاد ہوتا فَرَجُلٌ وَّیَمِیْنٌ).(بخاری ج ۱ ص ۳۶۶)

غرض اِس طرح علماءِ بلاد تک میں بھی سب مسائل پر گفتگو ہوچکی ہے اَب اگر کوئی کمیٹی یا بورڈ یہی کام شروع کرے گا تو تیرہ سو سال پیچھے لوٹنے کے مترادف ہوگا اَور کم علمی اَور تقویٰ کے فقدان کی وجہ سے دین کا کھیل بنانا ہوگا۔ خیرالقرون میں مذکورہ بالا طریق پر نہایت بے نفسی کے ساتھ قرآنِ پاک اَور اَحادیث کی روشنی میں علماء میں بہت بحث و تمحیص ہوتی رہی ہے بہت سے مسائل ایسے تھے کہ جن میں ایک شہر کے علماء کا ایک مؤقف تھا اَور دُوسرے شہر کے علماء کا دُوسرا مؤقف تھا مثلاً وہ مسائل کہ جن میں علماءِ مدینہ اَور علماءِ کوفہ کا اِختلاف تھا (کیونکہ رفتہ رفتہ ایک ایک شہر کے علماء آپس میں گفتگو کر کے ایک ایک مؤقف پر متفق ہوتے چلے

گئے تھے۔ اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں اِس قسم کا ایک مستقل باب رکھا ہے جس کا عنوان ہے : ''مَا اَجْمَعَ عَلَیْہِ الْحَرَمَانِ '') چنانچہ ایسے مسائل پر اہم بحثیں کتابوں کی شکل میں آئیں، ائمہ حدیث و فقہ نے یہ کتابیں لکھیں۔

اِمامِ محمدؒ نے '' کِتَابُ الْحُجَّۃِ عَلٰی اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ ''لکھی پھر اِمام شافعیؒ نے '' کِتَابُ الْاُمّ'' لکھی پھر بعد کے دَور میں اِمامِ بیہقیؒ نے اِمامِ شافعیؒ کی تائید میں ''سُنَنِ کُبریٰ '' لکھی تو اِس پر اِمام ابن الترکمانیؒ نے ''اَلْجَوْھَرُ النَّقِیُّ'' لکھی۔ اَلْجَوْھَرُ النَّقِیُّ بیہقی پر ایسی چسپاں ہوئی کہ آج تک اِس کے ساتھ مستقلاً لگی ہوئی چلی آرہی ہے، اَب اِس سمیت طبع ہوتی ہے۔

اِمام اَبو یوسفؒ نے '' اِخْتِلَافُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی ''اپنے دونوں اُستادوں کے اِختلاف پر لکھی۔ (اِمام اَبو یوسفؒ و اِمام محمدؒ تبع تابعین میں ہیں)۔ اِمام اَبو یوسفؒ کی یہ تصنیف اِس قسم کے اَنداز کی پہلی معروف تصنیف ہے۔

پھر اِمامِ طحاویؒ نے صحابہ کرام تابعین اَور مجتہدین کے اِختلاف پر مفصل کتاب لکھی۔ ابن ندیم نے لکھا ہے کہ میں نے اِن کی اِس تصنیف کے اَسّی اَجزاء دیکھے ہیں اِن کے بعد اِس موضوع پر ابنِ منذر اَور ابن نصر نے کتابیں لکھیں پھر اِمام ابنِ جریر طبری نے ایک ضخیم کتاب لکھی۔ یہ کام دُوسری اَور تیسری صدی میں ہوا۔ پھر اِس کے بعد ابن عبدالبر مالکیؒ نے اِس موضوع پر لکھا۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پوری دُنیا صرف چار مسلکوں پر قائم رہ گئی بلکہ صرف تین پر آگئی پھر چوتھی صدی میں حنبلی مسلک بھی نمایاں ہونا شروع ہوا۔

یہ اِختلاف اہلِ تقویٰ کا تھا اِس لیے چیدہ چیدہ سینکڑوں علماء کی ایک ایک بات پر گفتگو نتیجہ خیز رہی اَور دُنیائے اِسلام سینکڑوں مسالک سے ہٹ کر صرف چار پر آتی گئی۔ اُس وقت سے لے کر ایک ہزار سے زیادہ سال تک اِسلامی حکومتیں اِن ہی قوانین پر چلتی رہیں اَور چونکہ اِس طویل ترین دَور میں علم اَور قانونی فیصلے اَور فتوے سب شرعی ہوتے رہے اَور علم ہی علمِ دین کو کہا جاتا تھا اِس لیے بِلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ فقط حنفی مسلک ہی کی ایک ایک بات کی تائید آج تک ایک کروڑ علماء ورنہ لاکھوں علماء کرتے آئے ہیں کروڑوں علماء واَولیاء اَور اَربوں مسلمان اِس پر عمل پیرا رہے ہیں اَور حکومتیں چلتی رہی ہیں۔ لہٰذا آج فقہ حنفی اَور اُس پر مبنی قانون وہ ہے جسے اُمتِ مسلّمہ کی اِتنی بڑی تعداد کی تائید حاصل ہے۔

آپ حضرات کی یعنی شریعت بل کی مذکورہ شق لانے والوں کی خواہش یہ ہے کہ وہ ذخیرہ تو ایک طرف لپیٹ کر رکھ دیا جائے اَور یہ بورڈ جو آج کی نفس پرست حکومت اپنے دِل پسند علماء پر مشتمل کر کے بنا دے دین کے تمام معاملات میں سیاہ وسفید کی مالک بن بیٹھے اَور اَز سرنو اَبوحنیفہ، ابن اَبی لیلیٰ، ابن شبرمہ، ابن اَبی الزناد رحمہم اللہ کے دَور کی طرح ہر مسئلہ کو اُدھیڑ کر بساطِ سخن دَراز کی جائے اَور سرکاری علماء کے بورڈ کو مختارِ کل اَور شرعی مقدس اُمور کا منبع قرار دیا جائے ، یہ کہاں کی دیانت وعقلمندی ہوگی اَور کوئی مسلمان جس کا آخرت پر اِیمان ہوگا اِسے کیسے تسلیم کرے گا۔ دین میں یہ ڈرامہ اَور مسخرہ پن نہ چل سکے گا۔ رجم زنا کی حد ہے یا نہیں؟ عورت کی شہادت، عورت کی دیت پر ہر خود پسند نے ہمہ دانی کا دعویٰ کر کے قلم کی جولانی دِکھائی، شرعی مسائل پر اِسی طرح کا تماشا پھر لگے گا۔ عجب رقصِ شتر کا منظر سامنے آئے گا اِتنا شور مچے گا کہ کان پڑی آواز سُنائی نہ دے گی۔

ممکن ہے شریعت بل والوں کے ذہن میں یہ ہو کہ ہم چاروں اِماموں میں سے جس کے بھی مسلک میں آسانی نظر آئے گی اِختیار کرلیں گے۔ چاروں کی فقہوں کو سامنے رکھ کر اُن میں سے آسان آسان چیزیں لے کر ''جدید فقہ'' تیار کرلیں گے لیکن ایسا کرنا سب ائمہ کے متبعین کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ علماء نے اِس کا نام ''تَلْفِیْق'' رکھا ہے یہ ممنوع ہے۔ اگر آپ لوگوں کی خواہش یہ ہے تو اِسے اِتباعِ حق نہیں کہا جائے گا اِسے اِتباعِ ہواء کہا جائے گا اہلِ اَہواء بدعتی شمار کیے گئے ہیں۔ آپ اِس باطل اَور غلط بنیاد پر جو عمارت بنائیں گے وہ غلط ہوگی اِسے وہی علماء صحیح کہہ سکیں گے جو دین کو دُنیا کے عوض بیچنے پر راضی ہوں۔

اگر مسلمانوں کو یہ سبز باغ دِکھایا جائے کہ اِس طرح کی شریعت آج کے تقاضوں پر پوری اُتر سکے گی تو یہ بھی خام خیالی سے زیادہ کچھ نہیں کیونکہ مسالک تو چاروں ہی پُرانے ہیں اگر نئے دَور تک کوئی مسلک حاوی ہوسکتا ہے تو وہ حنفی ہی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سب دین سے بھاگنے کی صورتیں ہیں نہ کہ دین پر عمل کی، اِس طرح کی تدابیر سے جو دین معرضِ وجود میں آئے گا وہ ''چھوٹا دینِ اَکبری'' ہوگا سود اَور جُوا جائز قرار دیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

آج کل حامیانِ شریعت بل یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ علماء کے بائیس نکات دین کے نفاذ کے لیے کافی ہیں (اَور بعض لوگ تو حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کا اَنگریز کافر کے دَور کا ۱۹۳۵ء کا فتویٰ بھی اِس اپنے

ناقص شریعت بل کے لیے مسلمان ملک میں دَلیل کے طور پر اُٹھا کر لے آئے ہیں لاحول و لاقوۃ اِلا باللّٰہ)
اَور اَبھی میں یہ مضمون لکھ ہی رہا تھا کہ مئی کا میثاق موصول ہوا اُس میں بھی عجیب باتیں لکھی ہیں۔

اِس میں مقبول الرحیم مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الہندؒ سے لے کر اَب تک ہماری جمعیت نے نفاذِ فقہ حنفی کو اپنا مؤقف نہیں بنایا۔ علامہ عثمانیؒ نے بائیس نکات کو مؤقف ٹھہرایا تھا اُنہوں نے فقہ حنفی کو مؤقف نہیں بتایا تو آپ لوگ کیوں اِسے اپنا مؤقف بنا رہے ہیں لیکن یہ دلیل بے وزن ہے۔ اِس کے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ علامہ عثمانیؒ نے بائیس نکات کو کیوں مؤقف بنایا تھا جبکہ اُن کے اَسلاف نے بائیس نکات کی کبھی بات نہیں کی تھی۔ اَصل بات تو یہ ہے کہ علامہ عثمانیؒ نے یہ تمہید کی تھی یہ نکات شریعت کے نفاذ کے لیے ہی تجویز کیے تھے اَور نفاذ قانونِ شریعت اِس کے سوا کسی صورت نہیں ہو سکتا کہ عدلیہ کو مرتب شدہ شرعی احکام کے تراجم مہیا کر دِیے جائیں اَور مرتب شدہ اَحکام فقہ کے سوا اَور ہیں ہی کہاں، اِس لیے آج کی صورتِ حال میں فقہ حنفی کے نفاذ کا اِنکار شریعت کے نفاذ کے اِنکار کے مترادف ہے۔

نیز یہ بھی غور کریں کہ علامہ عثمانیؒ جن کی ساری زندگی قرآن و حدیث کی خدمت میں گزری پاکستان بننے کے بعد اپنے دینی جذبات بروئے کار نہیں لا سکے اِس عظیم صدمہ پر اُن کے آنسو بہتے دیکھنے والے تو آج تک زندہ ہیں۔ اگرچہ مولانا عِرض محمد اَور مولانا عبد الواحد صاحب خطیب گوجرانوالہ کی وفات ہوگئی جو اُن کے براہِ راست شاگرد تھے مگر مولانا عبد الواحد صاحب مدظلہٗ کی طرح اِن حضرات کے ساتھ والے علماء بفضلہٖ تعالیٰ موجود ہیں۔ غرض علماء کی خواہش و اُمنگ اَور اُجڑ کر آنے والے تباہ حال مسلمان عوام کی دِلی تمنا تو یہ تھی کہ پاکستان میں اِسلامی قوانین ہوں گے لیکن خواص کے اَفکار اَور ہی تھے مذہب سے اُن کا کوئی تعلق نہیں تھا چنانچہ آزادی کے بعد حکومتی ڈھانچہ معرضِ وجود میں آیا وہ سیکولر یا لامذہب حکومت کا تھا۔ چیف جسٹس کارنیلیس (عیسائی) وزیر قانون جوگندر ناتھ منڈل (ہندو) وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں (قادیانی) اَفواج کے سب سربراہ اَنگریز (عیسائی یا لامذہب) جنرل میسروی، جنرل گریسی، فضائیہ کے آر ایچ رے، بحریہ کے رئیر اَیڈمرل جیفورڈ (سب اَنگریز) پنجاب کا گورنر اَنگریز سر فرانس موڈی، مشرقی پاکستان کا اَنگریز گورنر فریڈرک بورن، صوبہ سرحد میں کنگھم اَور ڈنڈاس (اَنگریز اَور عیسائی گورنر رہے)۔

علامہ کا تو یہ حال ہوا ہے کہ ع

بس خون ٹپک پڑا نگہ اِنتظار سے

بالآخر کچھ تبدیلی آئی۔ لیاقت علی خاں کے دَور میں مولانا کا کچھ بس چلا تو شیرازہ جمع کیا اَور علماء کو ۲۲ رنکات پر متفق کیا۔ اِس کے کچھ ہی عرصہ بعد ۱۳ ردسمبر ۱۹۴۹ء کو علامہ صاحب وفات پاگئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اگر وہ زندہ رہتے تو قانونِ اِسلامی کے نفاذ کے لیے اِس کے سوا وہ اَور کیا کرتے کہ قانون کے لیے حنفی کتب کا ترجمہ کرانے اَور عدلیہ کو اِس پر چلانے کی کوشش کرتے۔ قابلِ عمل شکل ہی یہ ہے بس جو اُن کا اگلا قدم ہوتا وہ ہم اُٹھارہے ہیں۔ نیز اِن ۲۲ رنکات میں اَور نفاذِ فقہ حنفی وفقہ جعفری اَور غیر مقلدوں کے لیے اُن کے عالم کو اُن کا جج مان لینے میں تعارض کیا ہے بلکہ آپ کا اِس اَگلے قدم سے روکنا نفاذِ اِسلام کو روکنا ہے بلکہ بالفاظِ دیگر ۲۲ رنکات سے اِنحراف بھی۔ مینارِ پاکستان پر یہ اعلان تو اَب ہوا ہے میں تو ذاتی طور پر اِس کے لیے ۱۹۷۷ء سے کوشاں ہوں حضرت مفتی محمود صاحبؒ سے عرض کرتا رہا ہوں۔

میثاق کے اِسی پرچہ میں مقبول الرحیم صاحب مفتی نے ڈاکٹر اِسرار صاحب کے ۳ راپریل کے جمعہ کے خطاب کے یہ جملے نقل کیے ہیں :

> ''قرآن وسنت سے براہِ راست اِستنباط کرتے ہوئے آج کے مسائل کا حل تلاش کرنا بھی اِسی طرح دُرست ہے جس طرح کسی فقہی مسلک کی فقہ کو نافذ کرنا دُرست ہے۔''

اگر ڈاکٹر صاحب کے سامنے آج کے حالات میں ایسے حل طلب مسائل ہیں جن کا حل فقہ میں موجود نہیں تو وہ اُن کی نشاندہی کریں۔ جابجا مدارس میں علماء اَور مفتی حضرات موجود ہیں اُن سے رُجوع فرمائیں مجھے بھی بتلائیں اَور اگر خدانخواستہ ڈاکٹر صاحب کا مقصد یہ ہے کہ فقہ حنفی کے نفاذ کا نام نہ لیا جائے اَور ہر مسئلہ میں چاہے وہ پہلے سے حل شدہ موجود ہو اَب بلاوجہ بھی اِجتہاد کی اِجازت کو عام کیا جائے تو یہ غلط ہے اَور ضلالت ہے میں اِس کا شدید مخالف ہوں یہ دین کے لیے سمِ قاتل ہے یہ اَندازِ فکر اَور سوچ برخود غلط لوگوں ہی کی ہوسکتی ہے۔

دارُالعلوم دیوبند میں مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ ہی کے حل کردہ ۳۶ ہزار فتوے ہیں یہ دارُالعلوم کے پہلے مفتی تھے اِن کے بعد سے اَب تک کی تعداد معلوم نہیں۔ مولانا مفتی محمود صاحبؒ کے حل کردہ مسائل کے تیس کے قریب رجسٹر قاسم العلوم ملتان میں موجود ہیں۔ اِن سب کارناموں پر اَنگریزی قانون نے پردہ ڈال رکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جو بات کی ہے وہ اپنے اِردگرد لوگوں سے متاثر ہوکر

کی ہوگی۔ بہرحال اِس سے اُنہیں رُجوع کرنا لازم ہے اگرچہ وہ غیر متشدد غیر مقلد ہیں مگر میری مذکورہ بالا تشریح پر غور کرنا چاہیے۔ واللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ .

حامد میاں غفرلہٗ

۱۶؍رمضان ۱۴۰۷ھ / ۱۴؍مئی ۱۹۸۷ء پنجشنبہ

جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور ۲

وفیات

تاخیر سے موصولہ خبر کے مطابق جمعیت علمائے اِسلام کے مرکزی سینئر نائب اُمیر حضرت مولانا محمد مراد صاحبؒ ہالیجوی ۱۶؍مئی کو سکھر میں اِنتقال فرماگئے آپ نے ۴۴؍سال جامعہ حمادیہ منزل گاہ سکھر میں تدریسی خدمات اَنجام دیں۔آپ کی وفات سے اہلِ علم ایک عالم باعمل اَور مدبر سیاست دان سے محروم ہوگئے۔اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرماکر اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے،آمین۔

کشمیر پارک شاہدرہ کے ماسٹر مغفور صاحب بھی گذشتہ ماہ وفات پاگئے۔آپ بڑے حضرتؒ کے محبین ومتعلقین میں سے تھے اَور اَکابر دیوبند اَور اُن کے مسلک سے والہانہ تعلق رکھتے تھے۔اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اَور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے،آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید کے شعبہ حفظ کے اُستاذ قاری خبیب صاحب کا سات سالہ بھتیجا وفات پاگیا، اللہ تعالیٰ اُس کو والدین کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے اَور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب کرایا گیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے،آمین۔

قسط : ۱۴

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب بجنوری ﴾
فاضل دارُالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی

توکل :

وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ. (الآیة)

''جواللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی کفالت کرتا ہے۔''

قرآنِ پاک کی اِس آیتِ شریفہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ توکل اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنے کا نام ہے اَور یہ بات اُس کو میسر ہوگی جس کا اِیمان نہایت کامل ہوگا یوں چھوٹا سا توکل تو ہر اِنسان کو حاصل ہوتا ہے، ہماری غرض معمولی توکل سے نہیں بلکہ اُس توکل سے ہے جو محمود اَور مطلوب ہے۔آنحضرت ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں :

عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَہٗ کُلَّہٗ خَیْرٌ وَلَیْسَ ذَالِکَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْہُ سَرَّآءُ شَکَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ وَاِنْ اَصَابَتْہُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ (رواہ مسلم)

''اُس مومن کے تمام اَفعال قابلِ ستائش ہیں جو سب کے سب خیر ہی ہوں اَور یہ بات اُسی مومن کو حاصل ہوتی ہے کہ اَگر کوئی راحت اُس کو حاصل ہوتو شکر اَدا کرے اَور کوئی تکلیف یا مصیبت آئے تو صبر کرے،ایسے مومن کے تمام اُمور خیر ہی ہوتے ہیں۔''

توکل کا یہ مقام اُسی آدمی کو میسر آتا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ پر اِتنا اعتماد اَور یقین ہو کہ خوشی و رَنج غرض ہر حالت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہوئے راضی برضاء معبود حقیقی رہے۔صبر اَور توکل اَور اللہ تعالیٰ پر

بھروسہ دَراصل مصیبت اَور پریشانی کے زمانہ میں معلوم ہوتا ہے جب تک کسی آدمی کو مصیبت سے واسطہ نہ پڑا ہو اُس کا توکل قابلِ اعتماد نہیں ہے یہ توکل مصائب ہی میں پرکھا جاتا ہے۔ توکل کا یہ اعلیٰ مقام شیخ الاسلام ؒ کے یہاں پایا جاتا ہے۔

سید پور، بھاگلپور کے دو مشہور واقعات (جن کو آگے چل کر بیان کروں گا) ہیں کہ دُشمن جان لینے کی فکر میں ہیں لیکن دُنیا کی یہ عظیم ترین ہستی اُس وقت بھی مسکرارہی تھی۔ کسی خادم نے عرض کیا حضرت اَب سفر کرنا موقوف فرمادیں۔ فرمایا کیوں؟ عرض کیا کہ حضور لیگی غنڈے آپ کی جان کے دُشمن ہیں، فرمایا ایک دفعہ مرنا ہے بار بار نہیں جس کی جان ہے جب چاہے لے لے ہم کو کیا عذر ہے۔

۱۹۴۷ء سے پیشتر جو غنڈہ گردی رہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ حضرتؒ جس طرف جاتے تھے لیگی غنڈے گالیوں، پتھروں لاٹھی ڈنڈوں سے اِستقبال کرتے تھے لیکن اِس مجاہدِ اعظم مردِ جلیل نے کبھی جان کا خوف نہیں کیا بلکہ سر کو ہتھیلی پر لیے اِعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے پھرتے رہے۔ پھر تعجب کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے سوا کوئی حفاظت کا سامان نہیں، نہ فوج نہ پولیس، نہ تلوار نہ بندوق، بے سروسامان اللہ کے بھروسے پر پھرتے تھے۔ حضرت شیخ الاسلام ؒ کا یہ توکل آنحضرت ﷺ کی اِس زندگی میں ملاحظہ فرمائیے :

مکہ معظّمہ ہے مشرکینِ مکہ جان کے دُشمن ہیں نہ کوئی یار ہے نہ کوئی مددگار حتی کہ عزیز و اَقارب اَور دوست و اَحباب نے ساتھ ہی نہیں چھوڑا بلکہ جان کے دُشمن ہوگئے، کوئی آدمی بیت اللہ میں نماز پڑھنے نہیں دیتا کوئی سجدہ کی حالت میں گردن پر اُونٹ کی اَوجھڑی ڈال جاتا ہے، طائف جاتے ہیں تو وہاں پتھروں اَور دیوانے کتوں کو پیچھے لگادیا جاتا ہے غرض کہ جدھر جاتے ہیں جان کا خطرہ ہے کسی کا سہارا نہیں ہے صرف اللہ پر بھرسہ اَور تکیہ کیے پھر رہے ہیں اَور فرائضِ رسالت اَنجام دے رہے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلامؒ کی ۱۹۴۷ء سے پیشتر کی متوکلانہ زندگی آنحضرت ﷺ کی زندگی سے کس قدر مشابہ ہے اِس کا نام ہے فنا فی الرسول ہونا اَور توکل علی اللہ، جب جان جیسی عزیز چیز کے بارے میں اِتنا توکل ہے تو توکل علی المال کا کیا ٹھکانا ہوگا۔ سب جانتے ہیں کہ آپ کے یہاں سینکڑوں مہمانوں کا ہجوم ہوتا تھا لیکن کبھی گھبراہٹ نہیں برابر کھلاتے پلاتے اَور لُٹاتے رہتے تھے پھر نہ کوئی جائداد ہے نہ حکومت نہ کسی حکومت سے وظیفہ مقرر ہے نہ جاگیر۔

میں نے بارہا دیکھا ہے ذراسی چیز بھی سب کو بانٹ کر کھاتے تھے اَور کبھی یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ چیز تھوڑی ہے کس طرح کافی ہوگی لیکن آپ کا توکل اِتنا اُونچا تھا کہ اللہ تعالیٰ اُسی میں برکت کرتا یا پھر کوئی دُوسرا غیب سے اِنتظام فرما دیتا۔

غالبًا ۷۰ یا ۷۱ھ کا واقعہ ہے حضرت مولانا قاری اَصغر علی صاحب خزانچی و منتظم حضرت شیخ الاسلامؒ نے بقرہ عید کے موقع پر تقریبًا تین سو روپیہ قربانی اَور دیگر اَخراجات کے لیے پس اَنداز کیا تھا اِتفاق سے کوئی چور صندوقچی اُٹھا کر لے گیا۔ جب حضرت کو اِس کا علم ہوا تو فرمایا: ''قاری صاحب آپ نے توکل کے خلاف کیا تھا جب ہی تو چوری ہوئی۔'' ملاحظہ فرمائیے: آج جب ایک پیسہ کے گم ہو جانے پر ہم زمین و آسمان ایک کر دیتے ہیں تو تین صد روپیہ کی رقم اُس فقیر آدمی کے لیے کتنی بڑی ہے جس کی آمدنی محدود ہے لیکن شانِ توکل یہ ہے کہ حرفِ شکایت زبان پر نہیں آیا۔

آخری حج آپ کے توکل کا اعلیٰ ثبوت ہے چنانچہ آپ نے جب حج کا اِرادہ کیا تو صرف آپ ہی حج کے لیے تشریف نہیں لے گئے بلکہ گھر کے تقریبًا ایک دَرجن اَفراد آپ کے ہمراہ گئے اَور سب کا اِنتظام اللہ تعالیٰ نے کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلامؒ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے جس کام کا اِرادہ کر لیتے تھے اللہ تعالیٰ اُس کو پورا فرما دیتا تھا خواہ اُس کے لیے پہلے سے اَسباب ہوں یا نہ ہوں۔

اِس قسم کا توکل اُسی مومن کو حاصل ہوتا ہے جس نے ہر طرح سے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا ہو اَور مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ کا مصداق بن گیا ہو۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کا مقامِ توکل اِس آیت کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں :

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ. (الآیة)

''اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

جب کبھی آپ کی طبیعت ناساز ہوتی، اَوّل تو آپ اُس کو اِتنا چھپاتے کہ کسی کو نہ پتہ چلتا نہ معلوم کتنی مرتبہ طبیعت ناساز ہوئی مگر کسی کو علم نہ ہوا۔ فالج کا حملہ ہوا تو بہت دیر کے بعد جا کر علم ہوا ایسے ہی لُو کا حملہ ہوا تو اُس وقت علم ہوا جبکہ اِزار نجاست سے گندہ ہو گیا، ایسے ہی مرض الوفات کا معاملہ ہے خدام اَور متعلقین

دوا کے لیے اِصرار کرتے بمشکل تمام دوا استعمال فرماتے اَور یہ فرمایا کرتے تھے کہ کیا آپ لوگ علاج کے ذریعہ موت کو روک سکتے ہیں، کیا ضرورت ہے دوا کی۔ لیکن اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ علاج ہی نہیں کرتے تھے اِتباعِ سنت کی غرض سے علاج بھی کرتے تھے مگر بہت اِصرار پر۔

اِس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نام نہاد متوکلین کی غلط فہمی کو دُور کردُوں۔ اِمام غزالیؒ اِحیاء العلوم میں فرماتے ہیں :

وَقَدْ یُظَنُّ اَنَّ مَعْنَی التَّوَکُّلِ تَرْکُ الْکَسَبِ بِالْبَدَنِ وَتَرْکُ التَّدْبِیْرِ بِالْقَلْبِ وَالسُّقُوْطُ عَلَی الْاَرْضِ وَالْخِرْقَۃُ الْمُلْقَاۃُ وَھٰذَا ظَنُّ الْجَاھِلِیْنَ فَاِنَّ ذَالِکَ حَرَامٌ فِی الشَّرْعِ . (اِحیاء العلوم ج ۴ ص ۲۵۸)

''گمان کیا جاتا ہے کہ توکل ترک کسب اَور ترکِ تدابیر کا نام ہے اَور بوسیدہ کپڑے کی طرح جو زمین پر گر جانے کا نام ہے غلط ہے، یہ جاہلوں کا گمان ہے جو شریعت میں حرام ہے''

یہی وجہ ہے کہ تمام اَنبیاء علیہم السلام اَور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کسب کر کے روزی حاصل کی اَور جو کچھ کمایا اُس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھی صرف کیا اَور اہل وعیال پر بھی صرف کیا۔ یہی طریقہ حضرت شیخ الاسلامؒ کا تھا، اَنبیاء علیہم السلام کی اِتباع کی غرض سے ملازمت اَور سب جانتے ہیں کہ آپ کو ملتا ہی کیا تھا، جو ملتا تھا اُس کا کئی گنا قرض لینا پڑتا تھا، اپنے لیے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے۔ بہرحال حضرت حضرت شیخ الاسلامؒ اعلیٰ مقام کے متوکلین میں سے تھے۔ (جاری ہے)

ماہنامہ اَنوار مدینہ لاہور میں اِشتہار دے کر آپ اَپنے کاروبار کی تشہیر اَور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کرسکتے ہیں!

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اَندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اَندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اَندرون رسالہ نصف صفحہ	500

قسط : ۳۱ ، آخری قسط

تربیتِ اَولاد

﴿ اَز افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

زیرِ نظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اِفادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل و نقل اور تجربہ کی روشنی میں اَولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی و جسمانی تعلیم و تربیت کے اِسلامی طریقے اَور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں ۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ، عقیقہ ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں ، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اِس کا مطالعہ اَولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا ۔ اِس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی اِنشاء اللہ ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے ۔

اگر کسی طرح اَولاد کی اِصلاح نہ ہو اَور اُس نے عاجز اَور تنگ کررکھا ہو :

بچہ کی تعلیم کرنا چاہیے (لیکن) یہ ایسی چیز ہے کہ کسی کے قبضہ و اِختیار میں نہیں بعض دفعہ لاکھ کوشش کرو مگر اَولاد نالائق ہی ہوتی ہے ۔

فرمایا ایک صاحب نے تحریر کیا کہ میرا لڑکا آوارہ ہوگیا ہے مجھ کو اُس سے بہت پریشانی ہے کیا تدبیر کروں ۔ میں نے جواب میں لکھا دیا کہ تدبیر تو کرو مگر اُس پر مرتب ثمرہ (یعنی نتیجہ مرتب ہونے) کا اِنتظار نہ کرو ، پریشانی ختم ہونے کی تدبیر اِس کے سوا اَور کچھ نہیں ہے کہ تدبیر تو کرتا رہے مگر ثمرہ مرتب ہونے کی (یعنی یہ کہ اِس کی مکمل اِصلاح ہوجائے) اَور جیسا میں چاہتا ہوں ویسا ہوجائے اِس بات کی فکر چھوڑ دے ۔

یہ جواب نصوص (یعنی قرآن و حدیث) کے موافق ہے ۔ کوئی آزاد مشرب ہوتا تو یہ جواب لکھتا کہ تدبیر ہی چھوڑ دو مگر ایسا کرنا حقِ شفقت کے خلاف ہے ۔ باقی ثمرہ کی فکر سو بات یہ ہے کہ اَگر محبوب سے (یعنی

اللہ سے) دِل لگ جائے تو ایسی سب فکریں آپ سے چھوٹ جائیں (لیکن طبعی طور پر اَولاد کے بگڑنے کا رَنج ضرور ہوتا ہے اِس رنج پر بھی اَجر وثواب ملتا ہے) ۔

بچے اَگر ناجائز کام کے لیے ضد کریں :

اگر سچ مُچ بچے ضد ہی کرتے ہوں تب بھی یہ عذر قابلِ قبول نہیں ۔ دیکھو اَگر تمہارا بچہ باغیوں میں شامل ہوکر گولا چھوڑنے لگے تو تم اُس کو روکو گے یا نہیں ؟ ضرور روکو گے ، اگر نہ مانے گا تو زبردستی روکو گے اِسی طرح یہاں کیوں نہیں روکا جاتا ۔

اگر تم خود مصیبت کو برا سمجھتے ہو تو بچوں کو اِس کی عادت کیوں ڈالتے ہو بھلا بچے اَگر ضد کرکے سانپ مانگنے لگیں تو کیا دے دو گے ؟ پھر جس کو خدا اَور رسول نے مضر (گناہ) فرمایا ہے کیا وجہ ہے کہ اِس کی عادت ڈالی جاتی ہے ۔ معلوم ہوا کہ خدا اور رسول کے فرمان کی عظمت نہیں ۔

بچوں کو آتش بازی کے لیے پیسے دینا شرعًا حرام ہے ۔ تم دینے والے کون ہوتے ہو ، یہ مال تمہارا کہاں ہے سب خدا ہی کی مِلک ہے تم محض خزانچی ہو ہمیں یہ اِجازت نہیں کہ اِس کو جیسے چاہیں خرچ کریں ، خدا کا مال ہے اِس کے متعلق قیامت میں سوال ہوگا کہ تم نے کہاں خرچ کیا ؟ پس بچوں کو آتش بازی اَور ناجائز کام کے لیے پیسے ہرگز مت دو اَور ضد کرنے پر مارو ۔ ناجائز کھیل تماشا کے پاس بھی اُن کو مت کھڑا ہونے دو ۔

ایک بچہ والدین سے ضد کرنے لگا کہ میں وہ چیز کھاؤں گا وہ بھی لاکر رکھ دی ، جب ساری ضدیں پوری ہوگئیں تو کہنے لگا یہ چاند کیوں نکل رہا ہے اِس کو چھپاؤ ۔ والدین یہاں عاجز ہوگئے اَور دو چار طمانچہ مار کر اُسے خاموش کیا ۔

ایک عبرتناک واقعہ :

صاحبو ! بزرگوں نے تو بچوں کو ایسی ایسی عادت ڈالی ہے کہ جس سے اُن کو دولتیں مل گئیں اَور تم ایسی عادتیں ڈالتے ہو جس سے دُنیا اَور دین دونوں تباہ ہوں ۔

ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ اُن کا ایک لڑکا تھا بالکل کمسن (نوعمر) اُنہوں نے بیوی سے شروع ہی سے کہہ رکھا تھا کہ اگر یہ کوئی چیز مانگے تو اپنے ہاتھ سے مت دو بلکہ اُس کی ضرورت کی چیزیں ایک جگہ اُس سے پوشیدہ رکھ دو ، جب یہ کوئی چیز مانگے تو اُس سے کہہ دو کہ وہاں جاکر اللہ میاں سے مانگو اَور ہاتھ ڈال کر

لے لوتا کہ اُس کا یہ اِعتقاد ہو جائے کہ اللہ میاں ہی نے دی ہے۔ ایک روز اِتفاقاً اُس کے لیے کھانا رکھنا بھول گئی اُس روز بھی بچہ نے حسبِ معمول اللہ میاں سے کھانا مانگا اَور ہاتھ ڈالا تو کھانا غیب سے پیدا ہو گیا۔

اُن بزرگ کو خبر ہوئی کہنے لگے الحمد للہ! میں اِسی کا منتظر تھا۔ اِس کے بعد عمر بھر اُس بچہ کی یہی حالت رہی کہ جب اُس کو ضرورت ہوتی تو خدا تعالیٰ سے مانگتا اَور وہ چیز مل جاتی۔ اُن بزرگ نے بچپن ہی میں اُس کو صاحبِ کمال بزرگ بنا دیا۔ خیر ہم ایسے نہ ہوں تو بچوں کو معاصی (گناہوں و گندے کاموں) میں مبتلا نہ کریں غرض اِس بارے میں نہایت اہتمام کی ضرورت ہے۔

اَولاد کی زیادہ محبت عذاب ہے :

اَولاد کا وبالِ جان ہونا آپ کو اِس حکایت سے معلوم ہو جائے گا۔ میں نے ایک والئ ملک کی بیٹی کو دیکھا ہے اُن کو اپنے بیٹوں سے اِس قدر محبت تھی کہ وہ رات کو سب کو ساتھ لے کر لیٹتی تھی۔ علیحدہ کر کے اُن کو چین ہی نہ آتا تھا پھر جب بچے زیادہ ہو گئے اَور ایک پلنگ پر نہ آسکے تو اُنہوں نے پلنگ پر سونا چھوڑ دیا سب کو لے کر نیچے زمین پر فرش پر سویا کرتی تھیں اَور اِس پر بھی اعتبار نہ آیا بلکہ کسی پر ہاتھ رکھ لیتی اَور کسی پر پیر اَور رات کو بار بار آنکھ کھلتی اَور بچہ کو ٹٹول کر دیکھ لیا کرتیں، واقعی یہ محبت تو عذاب ہی ہے۔

میں نے ایک بڑی بی کو دیکھا جو اپنے بچوں کو بہت چاہتی تھیں۔ رات کو سب بچوں کو اپنے ہی پلنگ پر لے کر سوتی تھیں جب اَولاد زیادہ ہو گئی تو پلنگ کے بجائے فرش پر سب کو لے کر سوتی تھیں اَور رات کو یہ حالت تھی کہ بار بار اُٹھ کر سب کو ہاتھ سے ٹٹولتی تھیں کہ سب زندہ بھی ہیں یا نہیں اَور اگر ذرا بھی کسی کو تکلیف ہو گئی تو بس ساری رات کی نیند اُڑ گئی۔ تو بھلا اِس صورت میں یہ اَولاد عذاب کا ذریعہ نہیں تو کیا ہے۔ خدا کی قسم! راحت میں وہ ہے جس کے دِل میں صرف ایک کی محبت ہو اَور وہ ایک کون؟ خدا تعالیٰ! ۔ (سبیل النجاح)

مردوں کی ذمہ داری :

ہماری بدحالی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے عورتوں کو اپنے گھر کا حاکم بنا دیا ہے۔ اگرچہ یہ چھوٹی سی حکومت ہے مگر اِس کا نتیجہ خراب ہی ہے مثلاً بیاہ شادی کی ساری رسمیں عورتوں ہی کی خواہش سے پوری کی جاتی ہیں جس کا اَنجام ظاہر ہے کہ کیا ہوتا ہے کس قدر خاندان شادی کی رسموں میں تباہ ہو گئے اَور یہ سارا فساد عورتوں کو حاکم بنانے کا ہے، عورتوں کی دِلجوئی کرنا ضروری ہے مگر اُن کا تابع بننا برا ہے۔

اِس وقت سارا مال و اَولاد عورتوں کے قبضہ میں ہم نے کر دیا ہے پھر دیکھ لیجیے کہ روپیہ کس طرح بے موقع صَرف ہوتا ہے اَور بچوں کی صحت خراب اَور اَخلاق تباہ ہو رہے ہیں۔ عورتیں بچوں کو جو چاہیں کھلاتی پلاتی ہیں جس سے اُن کی زندگی بیماری میں کٹتی ہے۔ محبت و پیار حد سے زیادہ کرتی ہیں جس سے لڑکے شوخ ہو جاتے ہیں اِس لیے اپنے مال و اَولاد کو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہیے عورتوں کو حاکم بنا دینا سخت تنزلی کا باعث ہے جس کو جناب سرکارِ دو عالم ﷺ پہلے سے فرما گئے کہ وہ قوم کبھی کامیاب نہ ہوگی جس کی حاکم عورت ہو۔

بچوں کی شوخ مزاجی اَور ایک حکایت :

بچوں کی شوخ اعتدال (اَور تہذیب) کے خلاف نہیں کیونکہ بچپن کا مقتضٰی یہی ہے کہ بچہ بچوں کی طرح شوخ ہو باپ دَادا کی طرح متین (اَور سنجیدہ) نہ ہو۔

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرید سے فرمایا کہ تم اپنے بچوں کو ہمارے پاس نہیں لاتے وہ بیچارہ کچھ بہانے کر دیتا کیونکہ اُسے اَندیشہ تھا کہ مرزا صاحب بہت نازک مزاج ہیں اَور بچے شوخ مزاج ہوتے ہیں ایسا نہ ہو کہ اُن کی کسی حرکت سے آپ کو تکلیف پہنچے، جب آپ نے کئی بار تقاضا کیا تو تین چار دِن ٹال کر وہ اپنے بچوں کو لائے اَور اِس مدت میں اُن کو خوب تعلیم دی کہ اِس طرح سر جھکا کر بیٹھنا یوں اَدب کرنا مجلس میں اِدھر اُدھر نہ دیکھنا۔ بچوں نے اِس طرح کیا کہ سلام کر کے بت کی طرح خاموش بیٹھ گئے نہ نگاہ اُوپر اُٹھائی نہ کوئی بات کی۔ اَب مرزا صاحب اُن کو کھولنا چاہتے ہیں تو کھلتے نہیں۔ مرزا صاحب نے مرید سے فرمایا کہ تم آج بھی اپنے بچوں کو نہ لائے۔ اُس نے عرض کیا حضرت یہ حاضر تو ہیں۔ فرمایا یہ بچے ہیں؟ یہ تو تمہارے بھی اَبا ہیں، بچے تو کھیلتے ہیں کودتے ہیں شوخیاں کرتے ہیں، کوئی ہماری ٹوپی اُتارتا کوئی کمر پر سوار ہوتا بچے تو ایسے ہوتے ہیں اَور یہ تو تمہارے اَبّا بن کر بیٹھ گئے۔

روزہ کی رُوحانی، جسمانی اَور اِجتماعی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

روزہ ایک دینی فرض اَور ایسی عبادتِ محمودہ ہے کہ جملہ اَنبیاء کرام کی شریعتوں میں موجود ہے اَور تمام آسمانی کتابوں میں اِس کا بیان اَور اِس کے فضائل مذکور ہیں۔ ہاں اَحوال وظروف اَور زمان ومکان کے لحاظ سے روزہ کی کیفیت اَور اِس کی اَدائیگی کا طریقہ مختلف رہا ہے جیسا کہ اِختلافِ شرائع کے بیان میں قرآن نے فرمایا لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا لیکن اِس اِختلاف کے باوجود تمام مذاہبِ سابقہ کا روزہ کی فرضیت پر اِتفاق ہے جیسا کہ اِرشاد ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ. (سُورۂ بقرہ)

''اے شریعتِ محمدیہ کے ماننے والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح اَگلوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ، گنتی کے چند اَیام تک روزہ رکھنا ہے۔''

روزہ اَگلی اُمتوں پر جن دِنوں میں فرض کیا گیا تھا اِس بارے میں علماء نے اِختلاف کیا ہے کہ آیا وہ رمضان کے مہینہ میں تھا یا ہر ماہ میں تین دِن تھا یا اِس کے علاوہ لیکن تمام علماء اِس بات پر متفق ہیں کہ بے شک تمام اَگلی اُمتوں پر روزہ فرض تھا۔

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو نفس کو پاکیزہ اَور قلب کو اَلائش سے صاف کر دیتی ہے اَور خوفِ اِلٰہی کا شجرۂ طیبہ دِل میں بٹھا دیتی ہے۔ روزہ ایک ایسی مخفی عبادت ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو خبر نہیں ہوتی۔ اِسی لیے اللہ نے اِس کی نسبت اپنی طرف کر لی ہے اَور دُوسرے فرائض کے برخلاف اِس کے اَجر وثواب کی حدود کو پوشیدہ رکھا ہے۔ گویا یہی صوم ایک راز ہے اَللہ اَور اُس کے بندوں کے درمیان۔ پس قیامت کے دِن بھی سوائے روزہ داروں کے کوئی اِس کی جزا کو نہ جانے گا۔ اِس بارے میں اَحادیث وآثار بھرے پڑے ہیں۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ کے ہر عمل کی نیکی سات سو تک بڑھائی جاتی

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مگر روزہ تو میرے لیے ہے اَور اِس کی جزا میں ہی دُوں گا (کتنی دُوں گا یہ راز ہے) کیونکہ بندہ کھانا پینا میری ہی وجہ سے ترک کر دیتا ہے اَور دُوسری لذات اَور اپنی بیوی کو بھی میرے ہی لیے ترک کر دیتا ہے'' جب یہ عمل اللہ ہی کے لیے ہے تو اللہ نے بھی اِس کی جزا اَپنے ہی لیے مخصوص کر لی تاکہ عمل اَور جزا میں مطابقت ہو جائے۔

صحتِ جسمانی کے لحاظ سے روزہ کی اَثر اَنگیزی یہ ہے کہ بدن کی صفائی کر دیتا ہے اَور کھانے پینے میں بد اِحتیاطی سے جو اَمراض جسم کو لاحق ہوتے ہیں اُن کا اِزالہ کرتا ہے جیسا کہ ایک اَثر میں آیا ہے کہ ''معدہ اَمراض کا گھر ہے اَور فاقہ کشی سب سے بڑی دَوا ہے۔''

ایک واقعہ ہے کہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں کسی نے ہدیہ اِرسال کیا اَور اِسی دوران ایک طبیب بھی پہنچا۔ آپ ﷺ نے ہدیہ قبول فرمالیا اَور طبیب کو یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ ''ہم وہ لوگ ہیں کہ جب تک خوب بھوک نہ لگے کھانا نہیں کھاتے اَور جب کھانا کھاتے بھی ہیں تو پیٹ بھر کر نہیں کھاتے۔''

اِس قول میں اِس بات کی طرف اِشارہ کر دیا گیا ہے کہ روزہ بہت سے اَمراض کو دُور کر دیتا ہے کیونکہ روزہ دار بھی لامحالہ جوع (بھوک) کا حامل ہوتا ہے اَور اِس میں اِس بات کی طرف ہمیں اِشارہ ہو گیا کہ روزہ ایک رَبانی طبیب اَور آسمانی علاج ہے جو اللہ کی سب سے بڑی نعمت ''صحت'' کی حفاظت کرتا ہے۔ اِس مقام پر اگر ہم قدیم وجدید اَطباء وڈاکٹروں کے قوال کا تذکرہ کریں تو بحث طویل ہو جائے گی بس اِتنا کافی ہے کہ اکثر اَطباءِ جہان نے یہ کہہ دیا ہے کہ روزہ اکثر بیماریوں میں تو عام طور پر مفید ہوتا ہی ہے لیکن بعض بیماریاں ایسی ہیں کہ جن میں روزہ واحد علاج ثابت ہوا ہے اَور بیماریوں کی تفصیل کتبِ طب میں مذکور ہے۔

اِضطراب، اَمعا، سمنیت، پیشاب میں شکر آنا، اِلتہابِ کلی، اَمراضِ قلب، اِلتہابِ مفاصل، ضعطِ دم وغیرہ بہت سے اَمراض ہیں جن کی کلید شفاء اللہ کے اِس فریضہ صوم میں رکھ دی گئی ہے اَور پھر اِفطار کے بعد اعتدال کے ساتھ کھانا اَور سحری کے وقت معتدل غذا کا اِستعمال بھی صحت کے لیے ضروری ہے۔ آنحضور ﷺ کا اِرشاد ہے:

''اِنسان کے لیے چند لقمے کافی ہیں جن سے بدن سیدھا رہ سکے۔ اگر کچھ زیادہ ہی کھانا ہو تو شکم کے تین حصے کر کے ایک حصہ میں کھانا کھائے، دُوسرے حصہ میں پانی پیے اَور

تیسرے حصہ کو سانس کے لیے رہنے دے۔''

دُوسرا حکیمانہ اِرشادِ نبوی ﷺ ہے کہ ''اِنسان سب سے بُرا برتن جو بھرتا ہے وہ پیٹ ہے۔'' ہر سال ایک ماہ تک روزے رکھنے اَور کھاتے وقت اعتدال پر رہنے سے سال بھر کی بے اِعتدالی سے بدن کی صحت کا بگڑا ہوا توازن درست ہوجاتا ہے اَور بھی نہ جانے کتنے ایسے اَسرار اَور رموز ہیں جو اَب تک اَطباء اَور ڈاکٹروں کی نگاہوں سے مخفی ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے بیماری نازل کی اَور اُس کا علاج بھی بتلادیا۔

تہذیبِ نفس اَور رُوحانی اِرتقاء کے لیے توصوم نے بڑی بڑی وسعتیں پیدا کردیں چنانچہ اِرشاداتِ رسالت ﷺ کا ایک ذخیرہ اِس باب میں موجود ہے، اِرشاد ہے :

''اے جوان لوگو! تم میں سے جو کوئی اَخراجاتِ ضروریہ کی کفالت کر سکتا ہے تو ضرور شادی کرنی چاہیے کیونکہ اِس سے نگاہ اَور شرمگاہ کی معصیت سے بچ جائے گا اَور جو کوئی کفالت کی قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ روزہ رکھ لے یہ اُس کے لیے معصیت سے بچاؤ کا ذریعہ ہوگا۔''

دُوسری جگہ اِرشاد ہوا :

''جو روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا اَور اِس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اُس کے کھانا پینا چھوڑنے سے کچھ حاصل نہیں۔''

کیونکہ روزہ کا مقصد ہی تہذیبِ نفس اَور تہذیبِ اَخلاق ہے اَور بھی بہت سی اَحادیث رسول ﷺ موجود ہیں جو روزہ دار کو زبان و دِل اَور عمل کی تطہیر پر تنبیہ کرتی ہیں۔

روزہ ایک طرف نفسِ اِنسانی کو شدائد و محن کا خوگر بناتا ہے تو دُوسری طرف رحم و مروّت اَور غرباء و مساکین پر عنایت کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ نفس فوراً متوجہ ہوتا ہے کہ آج میں چند روز بھوک سے پریشان ہوں اَور اللہ کے مفلس بندے سال بھر بھوک میں رہ کر کتنی پریشانیاں اُٹھاتے ہوں گے۔ یہ خیال ہوتے ہی نفس جذبۂ رفق و کرم سے معمور ہوجاتا ہے اَور غرباء و مساکین کی خبرگیری کے لیے ہاتھ کھول دیتا ہے نفس کا یہ درس بالکل فطری ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام باوجودیکہ مصر کی دولت کے مالک تھے اکثر بھوکے رہا کرتے اَور جب

اُن سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں بھوک کی شدت گوارہ کرتے ہیں حالانکہ آپ کے ہاتھ میں دُنیا جہاں کی دولت خدا نے دے رکھی ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا کہ مجھے اِس بات کا ڈر لگتا ہے کہ اگر پیٹ بھر کر کھالوں تو کہیں اللہ کے بھوکے بندوں کو فراموش نہ کر بیٹھوں !

روزے کی اِجتماعی خصوصیت بھی عظیم الشان ہے جس نے دُنیا کی ایک اُمت کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ وحدت و یک رنگی کا اِس سے بڑا مظہر اَور کیا ہوگا کہ شریعت کے اِس ایک حکم نے رُوئے زمین کے کل اَطراف و جوانب میں بسنے والے لوگوں کو یکساں مطیع بنا دیا کہ رمضان آتے ہی طلوعِ فجر سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانا پینا سب لوگ چھوڑ دیتے ہیں اَور جب غروبِ آفتاب ہوجاتا ہے تو بیک وقت کھانے پینے کی سب کو اِجازت مل جاتی ہے بلکہ وحدتِ اُمت کا یہ عجیب تماشہ قابلِ دید ہے کہ سب کو حکم ہوتا ہے کہ اَوّل وقت میں اِفطار کرو اَور جو شخص اِفطار تاخیر سے کرے تو وہ بڑی خیر سے محروم ہوجاتا ہے اَور طریقہ اِسلام کا مخالف گردانا جاتا ہے۔ لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ بِخَیْرٍ مَاعَجَّلُوا الْفِطْرَ وَاَخَّرُوا السُّحُوْرَ. (الحدیث)

صوم کی قدرت ومنزلت بڑھانے کے لیے اللہ نے سب سے اَفضل مہینہ ''رمضان'' پسند فرمایا جس کی شان اِس طرح بیان ہوئی اَلَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْآنُ کہ اِسی ماہِ معظم میں قرآن جیسی گنجینۂ ہدایت کتاب کا نزول ہوا۔ قرآن کے علاوہ اَور بھی آسمانی کتابیں دُوسرے اَنبیاء پر اِسی ماہِ مبارک میں نازل ہوئیں جیسا کہ اِمام اَحمد بن حنبلؒ نے واثلہ بن اَسقع سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

''صحفِ اِبراہیم ماہِ رمضان کی پہلی رات میں نازل ہوئے، کتاب توراۃ چھ رمضان گزرنے پر نازل ہوئی اَور اَنجیل تیرھویں رمضان کو نازل ہوئی اَور رمضان چوبیں رمضان گزر جانے پر نازل ہوا۔''

اَور بھی دُوسری روایات ہیں جن میں تاریخ نزول کا فرق بیان ہوا ہے مگر اِس بات پر اِتفاق ہے کہ رمضان میں اُن کا نزول ہوا ہے اَور اِس ماہِ رمضان کی عظمت بھی کتنی بڑی ہے کہ اِس میں ایک رات لیلۃ القدر قرار پائی جس نے اُمتِ محمدیہ ﷺ کا مقام بہت بلند کر دیا کیونکہ اُمتِ محمدیہ ﷺ کی عمریں اُممِ سابقہ کے مقابلہ میں بہت کم ہیں مگر اِس ایک رات کو ہزار ماہ سے برتر قرار دیکر اِس اُمت کو مالا مال کر دیا۔

اِس ماہِ مبارک کے فضائل پر اگر ہم لکھنا چاہیں تو دامنِ قرطاس تنگ ہوجائے گا اَور قلم ماند پڑ جائے گا

اِس لیے ہم صرف اِس حدیث کی طرف اِشارہ کر دینا کافی سمجھتے ہیں جس میں رمضان کے فضائل کا بیان ہے اَور جس نے مسلمانوں کی ہمتوں کو بیدار کیا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''شعبان کے آخری روز حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ دیا جس میں فرمایا گیا لوگو! بڑا عظیم اَور مبارک مہینہ سایہ فگن ہے، اِس میں ایک رات جو ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ اللہ نے اِس ماہ میں دِن کو روزہ رکھنا فرض کیا اَور رات کا قیام مزید درجہ کا باعث قرار دیا۔ اِس ماہ کی ایک نفل دُوسرے ماہ کے فرض کے اَجر کی مستحق ہوئی اَور اِس ماہ میں ایک فرض دُوسرے ماہ کے ستر فرض کے اَجر کا حامل ہے۔ نفس کو مصائب کا خوگر بنانے والا یہ مہینہ ہے، ضبطِ نفس کا اَجر جنت ہے، یہ غم خواری کرنے والا مہینہ ہے اِس میں مومن کا رزق فراواں ہو جاتا ہے۔''

آخر میں فرمایا : ''اِس ماہ کے تین عشرے ہیں۔ پہلا عشرہ رحمت کی بارش برساتا ہے، دُوسرا عشرہ مغفرت کا مژدہ سناتا ہے اَور تیسرا عشرہ عذاب سے نجات دِلاتا ہے۔''

اِس ماہ میں رحمت کا اِتنا فیضان ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو بھی رحم و کرم میں ڈوبا ہوا دیکھنا چاہتا ہے چنانچہ جس شخص نے رحم کر کے اپنے غلام کے کاموں میں تخفیف کر دی تو اُس کو مغفرت اَور جہنم سے آزادی کا مژدہ سناتا ہے۔

لوگو! اِس ماہ میں چار چیزوں کو خوب حاصل کرو۔ دو چیزیں ایسی ہیں کہ اِن سے اللہ کو خوش کر سکتے ہو اَور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تم کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ پہلی دو چیزیں یہ ہیں: کلمہ شہادت اَور اِستغفار اَور دُوسری دو چیزیں یہ ہیں: جنت کی طلب اَور جہنم سے پناہ مانگنا۔

''روزہ'' کتنا عظیم الشان فریضہ ہے اَور کس قدر اِس میں حکمتیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اِس کو اِسلام کا ایک رُکن قرار دیا گیا اَور اِس نے اُمتِ مسلمہ کو خیر و برکت سے مالا مال کر دیا۔

قسط : ۲

حضرت اِمام حسین بن علی رضی اللہ عنہما

﴿ حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب ندویؒ ﴾

۞ ۞ ۞

واقعہ شہادت پر ایک نظر :

دَر حقیقت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ شہادت بھی منجملہ اُن واقعات کے ہے جس میں مسلمانوں کے مختلف گروہوں نے بڑی اَفراط وتفریط سے کام لیا ہے، بعض اِسے اِتنا گھٹاتے ہیں کہ خاکم بدہن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو حکومت کا باغی قرار دے کر آپ کے قتل کو جائز ٹھہراتے ہیں اَور بعض اِتنا بڑھاتے ہیں کہ اُس کا اَندرونی سلسلہ تکمیلِ نبوت سے مِلا دیتے ہیں، خود اہلِ سنت کے اَکابر علماء نے اِس میں بڑی بڑی نکتہ آفرینیاں کی ہیں چنانچہ بعضوں نے واقعہ شہادت اَور تکمیلِ نبوت میں اِس طرح ایک مخفی رشتہ قائم کیا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے تمام اَنبیاء کے اِنفرادی فضائل ذاتِ پاک محمدی ﷺ میں جمع کر دیے تھے اَور آپ کی ذاتِ گرامی حُسنِ یوسف، دَمِ عیسی، یدِ بیضا دَارِی کی حامل اَور آنچہ خوباں ہمہ دَارند تو تنہا داری کی مصداق تھی۔ خدا کی راہ میں شہادت بھی ایک بہت بڑی فضیلت ہے جس سے اُس نے اپنے بہت سے محبوب اَنبیاء کو نوازا لیکن چونکہ ذاتِ محمدی اُن سب سے اَعلیٰ واَرفع تھی اَور اُمت کے ہاتھوں شہادت آپ کے مرتبۂ نبوت سے فروتر تھی اِس لیے اِس منصب کی تکمیل کے لیے آپ کے نواسہ کو جو گویا آپ کے جسدِ اَطہر کا ایک ٹکڑا تھے اِنتخاب فرمایا۔ اِس طرح سے آپ کی جامعیتِ کبریٰ میں جو خفیف سا نقص باقی رہ گیا تھا اُس کی تکمیل ہوگئی۔

خوش اِعتقادی کا اِقتضا یہ ہے کہ اُن بزرگوں کے خیالات کو عقیدت کے دِل سے قبول کر لیا جائے لیکن اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو اِس قسم کے خیالات کی حیثیت شاعرانہ نکتہ آفرینی اَور خوش خیالی سے زیادہ نہیں ہے کیونکہ نبوت کی تکمیل کے لیے کسی بیرونی جزو کی ضرورت نہیں، نبوت خود ایسا جامع اَور کامل وصف ہے جو اپنی تکمیل کے لیے کسی بیرونی سہارے کا محتاج نہیں۔ ہزاروں اَنبیاء ورُسل دُنیا میں آئے لیکن کیا اُن میں سے سب خلعتِ شہادت سے سرفراز ہوئے اَور جن کو یہ منصب نہیں ملا اُن کی نبوت ناقص رہ گئی؟ غالبًا اِسے کوئی

صاحبِ مذہب بھی تسلیم نہ کرے گا پھر ذاتِ پاک محمدی ﷺ تو خود قصرِ نبوت کی آخری تکمیلی اِینٹ تھی جس کے بعد کسی کمال کی حاجت نہیں اَور سورۂ فتح اَور سورۂ مائدہ نے اِس تکمیل پر تصدیقی مہر کردی تھی۔

اَور اگر بالفرض تکمیلِ نبوت کے لیے کسی درجہ پر شہادت کی ضرورت تسلیم بھی کر لی جائے (اگرچہ اِس کی مذہبی سند نہیں ہے) تو غزوۂ اُحد میں سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اِس کی تکمیل ہو چکی تھی اَور چچا کی شہادت کے بعد نواسہ کی شہادت کا اِنتظار باقی نہ رہ گیا تھا پھر یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ شہادت گو مرتبۂ نبوت سے فروتر ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں تکمیلِ فرضِ نبوت کی خاطر کیا کیا مصائب نہیں برداشت کیے، ہر طرح کی سختیاں سہیں، دُشمنوں کی گستاخیاں برداشت کیں، گلوئے مبارک پر پھندا ڈالا گیا، راستہ میں کانٹے بچھائے گئے، پشتِ مبارک پر نجاستوں کے اَنبار لادے گئے، سنگباری سے جسمِ مبارک سے خون کے فوارے چھوٹے، دَندان مبارک شہید کیا گیا، گھر سے بے گھر ہوئے، جان تک لینے کی تیاریاں کی گئیں۔ کیا میزانِ آزمائش میں شہادت کے مقابلہ میں یہ قربانیاں ہلکی رہیں گی۔ ہرگز نہیں! ایک مرتبہ جان دے دینا پھر بھی آسان ہے لیکن مسلسل مشقِ ستم بنا رہنا اِس سے بہت دُشوار ہے، اِس کے علاوہ اگر مذہبی حیثیت سے اِس قسم کی خیال آرائیوں پر غور کیا جائے تو اِن کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ اِس کی تائید میں کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی تو نہیں مِل سکتی اَور بغیر حدیث کی شہادت کے اِسے کسی طرح قبول نہیں کیا جا سکتا۔ مذہبِ اِسلام میں بہت سی گمراہیاں اِسی منصبِ نبوت کے ساتھ اِفراط وتفریط کرنے سے ہوئی ہیں۔ اِس لیے اِس قسم کے تخیلات سے محض شاعرانہ نکتہ کی حیثیت سے لطف لیا جا سکتا ہے لیکن اِسے اعتقاد نہیں بنایا جا سکتا۔

لیکن اِس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اِس شہادت کی حیثیت کیا تھی؟ کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ محض حصولِ خلافت کے لیے کوفہ گئے مگر اِس میں ناکام رہے اَور قتل کر دیے گئے یا اِس کے اَندر کوئی اَور رَاز مضمر تھا، اگر پہلی صورت مان لی جائے تو پھر حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اَور عام حوصلہ مندوں کی قسمت آزمائی میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ اِس کے جواب کے لیے یزید کی ولی عہدی سے لے کر واقعہ شہادت تک کے حالات پر نظر ڈالنی چاہیے کہ یزید کی ولی عہدی کی مذہبی حیثیت کیا تھی اَور کن حالات میں مسلمانوں نے اُسے ولی عہد تسلیم کیا تھا اَور اُس کے ہمعصروں میں اِس منصب کے لیے اِس سے زیادہ اہل اَشخاص موجود تھے

یا نہیں اَور خلافت کے بعد اُس کا طرزِ حکومت کیسا تھا؟

اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس طرح یزید کو ولی عہد بنایا تھا اِس بارہ میں روایات مختلف ہیں تاہم اِتنا قدرِ مشترک ہے کہ مدینہ کے اَربابِ رائے صحابہؓ نے خوشی سے اَمیر کی یہ بدعت نہیں تسلیم کی اَور عبداللہ بن زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن اَبی بکرؓ، حسینؓ اَور دُوسرے نوجوانوں نے علی الامکان اِس کی مخالفت کی تھی، اِبن زبیرؓ نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ہم خلافت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ اَور خلفائے راشدین کے طریقہ کے علاوہ اَور کوئی نیا طریقہ نہیں قبول کر سکتے۔ عبدالرحمٰن بن اَبی بکر رضی اللہ عنہ نے اِس سے بھی زیادہ تلخ لیکن صحیح جواب دیا۔ مروان نے جب مدینہ میں یزید کی ولی عہدی کا مسئلہ پیش کیا تو کہا اَمیر المومنینؓ معاویہ چاہتے ہیں کہ اَبوبکرؓ و عمرؓ کی سنت کے مطابق اپنے لڑکے یزید کو خلیفہ بنا جائیں۔ عبدالرحمٰنؓ نے جواب دیا یہ اَبوبکرؓ و عمرؓ کی سنت نہیں ہے بلکہ کسریٰ و قیصر کی ہے اَبوبکرؓ و عمرؓ نے اپنی اَولاد کو اپنا جانشین نہیں کیا بلکہ اپنے خاندان میں سے بھی کسی کو نہیں بنایا۔

لیکن چونکہ عہدِ نبوت کے بعد کی وجہ سے بڑی حد تک حریت و آزادی کا خاتمہ ہو چکا تھا اِس لیے کچھ لوگوں نے اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دبدبۂ و شکوہ سے مرعوب ہو کر کچھ لوگوں نے مال و زَر کی طمع میں اَور بعضوں نے محض اِختلافِ اُمت کے خطرہ سے بچنے کے لیے یزید کو ولی عہد مان لیا۔ جو لوگ مخالف تھے اُنہوں نے بھی جان کے خوف سے خاموشی اِختیار کر لی، بہرحال کسی نے بھی خوش دِلی کے ساتھ یزید کو ولی عہد نہیں تسلیم کیا۔ اِبن زبیرؓ، حسینؓ، عبدالرحمٰنؓ گو خاموش ہو گئے تھے لیکن اِن میں سے کسی نے بھی ولی عہدی تسلیم نہیں کی تھی۔ اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اِن سے یہاں تک کہا کہ تم لوگ یزید کو محض خلیفہ کا نام دے دو، باقی اَعمال کا عزل و نصب، خراج کی تحصیل وصول اَور اُس کا مصرف سب تمہارے ہاتھوں میں رہے گا لیکن اِس قیمت پر بھی اُنہوں نے آمادگی ظاہر نہ کی، اُن کے اِنکار پر اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مصلحتِ وقت کے خیال سے خاموش ہو گئے۔

یہ یزید کی ولی عہدی کی صورت تھی اِس کے علاوہ اگر اِس حیثیت سے دیکھا جائے کہ اُس وقت یزید سے بہتر اَشخاص اِس منصب کے لیے موجود تھے تو یزید کی ولی عہدی اَور زیادہ قابلِ اعتراض ہو جاتی ہے کیونکہ مذکورۂ بالا تینوں بزرگ میں سے ہر ایک یزید کے مقابلہ میں زیادہ اہل تھا۔ اَکابر صحابہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ

اَور بعض دُوسرے بزرگ موجود تھے جن کے ہوتے ہوئے یزید کا نام کسی طرح نہیں لیا جا سکتا تھا لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ نے اِن تمام شخصیتوں سے قطع نظر کر کے یزید کو ولی عہد بنا دیا۔

اِس کے بعد جب یزید خلیفہ ہوا تو بھی اُس نے اپنے آپ کو اِس منصب کا اہل ثابت نہیں کیا، بجائے اِس کے کہ وہ اِن بزرگوں کے مشورہ سے نظامِ حکومت چلاتا یا کم اَزکم اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرح نرم پالیسی رکھتا اُس نے تختِ خلافت پر قدم رکھتے ہی اِستبداد شروع کر دیا اَور عمائدِ مکہ سے بیعت لینے کے اَحکام جاری کیے۔ ایسی صورت میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ یا اِس نا منصفانہ حکم کو مان لیتے اَور یزید کی غیر شرعی بیعت کو قبول کر کے تاریخ اِسلام میں ظلم و نا اِنصافی کے سامنے سپر ڈالنے کی مثال قائم کرتے یا اِس کے خلاف آواز بلند کر کے اِستبداد کے خلاف عملی جہاد کا سبق دیتے۔ اِن دونوں صورتوں میں آپ نے دُوسری صورت اِختیار کی اَور اُس حکومت کے خلاف اُٹھ کر جو غیر شرعی طریقہ پر قائم ہوئی تھی اَور جس نے بہت سی اِسلامی روایات کو پامال کر رکھا تھا، مسلمانوں کو ہمیشہ کے لیے حریت و آزادی کا سبق دے دیا جس کا ثبوت خود حضرت حسین رضی اللہ عنہ اَور آپ کے دُعاۃ کی تقریروں سے ملتا ہے۔

چنانچہ مسلم بن عقیل پر جب ابنِ زیاد نے یہ فردِ جرم قائم کی کہ

''لوگ متحد الخیال تھے، ایک زبان تھے، تم اُنہیں پراگندہ کرنے اُن میں پھوٹ ڈلوانے اَور اُن کو آپس میں لڑانے کے لیے آئے۔''

تو مسلم بن عقیل نے اُس کا یہ جواب دیا :

''ہرگز نہیں میں خود سے نہیں آیا بلکہ شہر (کوفہ) والوں کا خیال تھا کہ تمہارے باپ نے اِن کے بھلے آدمیوں کو قتل کیا اُن کا خون بہایا اَور اُن میں کسرٰی و قیصر کا سا طرزِ عمل اِختیار کیا، اِس لیے ہم اُن کے پاس آئے تا کہ ہم لوگوں کو اِنصاف کا حکم اَور کتاب اللہ کے حکم کی دعوت دیں۔''

مسلم بن عقیل کے بعد جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ خود تشریف لائے تو مقامِ بیضہ میں اپنے آنے کے یہ اَسباب بیان کیے :

''اَبو مخنف عقبہ بن اَبی العیزار سے روایت کرتے ہیں مقامِ بیضہ میں حسین رضی اللہ عنہ

نے اپنے اَور حُر کے ساتھیوں کے سامنے خطبہ دیا اَور حمد و ثنا کے بعد کہا کہ لوگو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے ایسے بادشاہ کو دیکھا جو ظالم ہے، خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرتا ہے، خدا کے عہد کو توڑتا ہے، سنت رسول ﷺ کی مخالفت کرتا ہے، خدا کے بندوں میں گناہ اَور زیادتی کے ساتھ حکومت کرتا ہے اَور دیکھنے والے کو اِس پر عملاً یا قولاً غیرت نہ آئی تو خدا کو یہ حق ہے کہ اُس بادشاہ کی جگہ اُس دیکھنے والے کو دوزخ میں داخل کردے، میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ اِن لوگوں (بنی اُمیہ) نے شیطان کی اِطاعت قبول کرلی ہے اَور رحمٰن کی اِطاعت چھوڑ دی ہے۔

خدا کی زمین پر فتنہ وفساد پھیلا رکھا ہے، حدود اللہ کو بیکار کردیا ہے، مالِ غنیمت میں اپنا حصہ زیادہ لیتے ہیں، خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال اَور اُس کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کردیا ہے، اِس لیے مجھے اِن باتوں پر غیرت آنے کا زیادہ حق ہے، میرے پاس بُلاوے کے تمہارے خطوط آئے، بیعت کا پیام لے کر تمہارے قاصد آئے اُنہوں نے کہا کہ تم مجھے دُشمنوں کے حوالہ نہ کروگے اَور بے یارو مددگار نہ چھوڑوگے، پس اگر تم اپنی بیعت کے حقوق پورے کروگے تو ہدایت پاؤگے۔ میں حسین بن علیؓ اِبن اَبی طالب اَور فاطمہ بنتِ رسول اللہ ﷺ کا بیٹا ہوں۔ میری جان تمہاری جانوں کے ساتھ اَور میری اہلبیت تمارے گھر والوں کے ساتھ ہیں۔

تمہارے لیے میری ذات نمونہ ہے اَب اگر تم اپنے فرائض پورے نہ کروگے اَور اپنا عہد و پیمان توڑ کر اپنی گردنوں سے میری بیعت کا حلقہ اُتاروگے تو خدا کی قسم تم سے یہ بھی بعید نہیں، تم میرے باپ بھائی اَور میرے ابن عم مسلم کے ساتھ ایسا کرچکے ہو، وہ فریب خوردہ ہے جو تمہارے فریب میں آگیا، تم نے نقض عہد کرکے اپنا حصہ ضائع کردیا جو شخص عہد توڑتا ہے اُس کا وبال اُسی پر ہوتا ہے اَور عنقریب خدا مجھ کو تمہاری اِمداد سے بے نیاز کردے گا۔''

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(طبری ج ۷ ص ۳۰۰)

اِس تقریر سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ یزید کے مقابلہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا آنا محض حصولِ خلافت کے لیے نہ تھا بلکہ اِس کا مقصد اِسلامی خلافت کا اِحیاء تھا یعنی موروثی حکومت کے اَثر سے اُس کے نظام میں جو خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں اُن کو دُور کر کے پھر خلافتِ راشدہ کی یاد تازہ کر دی جائے، اِس کا ثبوت اِس طرح بھی ملتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے خود اِس کی خواہش نہیں کی بلکہ جب اہلِ عراق نے پیہم خطوط سے آپ کو اِس کا یقین دِلا دیا کہ اُن کے لیے یزید کی حکومت نا قابلِ برداشت ہے، اُس وقت آپ نے کوفہ کا قصد فرمایا اِسی لیے آپ کے تشریف لانے کے بعد جب عراقیوں نے دھوکا دیا تو آپ واپس جانے پر آمادہ ہوگئے اَور فرمایا کہ تم نے اپنی شکایات کی بناء پر مجھے بُلایا تھا اَب جبکہ تم اِسے پسند نہیں کرتے تو مجھے بھی اِس کی خواہش نہیں ہے، میں جہاں سے آیا ہوں واپس چلا جاؤں گا۔

دَرحقیقت حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے دعویٔ خلافت اَور شہادت کے بارے میں اِفراط وتفریط سے پاک صحیح مسلک یہ ہے کہ نہ آپ شیعی عقیدہ کے مطابق خلیفۂ برحق تھے اَور نہ خوارج کے عقیدہ کے مطابق نعوذ باللہ باغی جس کا قتل رَوا ہو بلکہ آپ کوفیوں کی دعوت پر ایک نیک مقصد تجدیدِ خلافت کے لیے اُٹھے تھے اور اُس کی راہ میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ (جاری ہے)

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

قسط : ۳، آخری

اُستاذ العلماء والقراء

حضرت مولانا قاری شریف اَحمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ

حالات و خدمات

﴿ جناب مولانا حافظ تنویر اَحمد صاحب شریفی، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن، کراچی ﴾

تاریخ و تذکرہ :

(۲۲) ''تاریخ حرمین شریفین'' (دو حصے) : اِس میں حرمین شریفین کے فضائل اَور تاریخ بیان کی گئی ہے۔ حجاج کرام کے لیے بہترین تحفہ ہے۔

(۲۳) ''تذکرۃ الانبیاء علیہم السلام'' (دو جلدیں) : اِس میں ۲۸ جلیل القدر اَنبیائے کرام کا تذکرہ ہے جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے، اِسرائیلی روایات سے پاک ہے۔

(۲۴) ''تذکرۂ سیّدنا حضرت عمرؓ'' : حالاتِ زندگی اَور خلافتی دَور کے کمالات اَور اُمورِ مملکت کی اَنجام دہی کا ذکر ہے۔

(۲۵) ''تذکرۂ سیّدنا حضرت عثمانؓ'': حالاتِ زندگی اَور خلافتی دَور کے کمالات اَور اُمورِ مملکت کی اَنجام دہی کا ذکر ہے۔

(۲۶) ''مقام شیخ الاسلامؒ'' : شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنیؒ کے مقام و مرتبے پر ایک کتاب جو مکمل نہیں ہوسکی، مسودے کی صورت میں ہے۔

فضائل :

(۲۷) ''فضیلتِ شعبان وشبِ براءت'' : ۱۵ر شعبان المعظم کی فضیلت وعظمت اَور صحابہؓ کے اَقوال و معمولات ذکر کیے گئے ہیں۔

(۲۸) ''فضائل و مسائل ماہِ رمضان المبارک''۔

(۲۹) ''رمضان المبارک کا آخری عشرہ''۔

حقوق :

(۳۰) ''اِسلام اَور حقوقِ والدین'' : اَولاد کو مخاطب بنا کر اِنہیں بتلایا ہے کہ اِن پر والدین کے کس قدر حقوق ہیں؟ اِن کی خدمت پر کیا اَجر ملتا ہے؟ اِن کی نافرمانی سے اَللہ اَور اُس کے رسول ﷺ کتنے ناراض ہوتے ہیں۔

(۳۱) ''والدین پر اَولاد کے حقوق'' : والدین کو مخاطب بنا کر اِنہیں بتلایا ہے کہ آپ صرف یہی نہ سوچیں کہ اَولاد پر ہمارے حقوق ہیں کیونکہ آپ کے ذمے بھی اَولاد کے حقوق شریعت نے بتلائے ہیں۔

عمومی دِینیات :

(۳۲) ''معلّم الدین'' : یہ حضرت قاری صاحبؒ کی پہلی تالیف ہے۔ اِبتدائی دینیات کی تفہیم کے لیے بے نظیر ہے اَور اِنتہائی آسان بھی ہے۔ یہ کتاب سندھی، پنجابی، پشتو، فارسی اَور اَنگریزی میں بھی شائع ہوئی ہے۔

(۳۳) ''تعلیم النساء'' : اِس میں عورتوں کی اِصلاح کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے اُن کے مسائل نہایت سہل اَنداز میں پیش کیے گئے ہیں، اِس کتاب کا سندھی، فارسی اَور براہوئی زبان میں بھی ترجمہ ہوا ہے۔

(۳۴) ''بچوں کے اِسلامی اَور اَچھے نام''۔

(۳۵) ''مسنون و مقبول دُعائیں'' : یہ صبح و شام پڑھی جانے والی مسنون دُعاؤں کا مجموعہ ہے۔

(۳۶) ''توشۂ نجات'' : نفل نمازوں کے فضائل اَور اُن کے پڑھنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

(۳۷) ''قنوت نازلہ، اَحکام و مسائل''۔

(۳۸) ''تعلیماتِ اِسلام'' (دو حصے) : سوال و جواب کی صورت میں طہارت کے مسائل اَور نماز کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

(۳۹) ''اَمَرُ بِالْمَعْرُوْف وَنَھِیُ عَنِ الْمُنْکَرْ'' : اَچھائی کا پھیلانا اَور برائی کا رَوکنا اَور اُس کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔

(۴۰) ''راہِ نجات'' (تین حصے) : موت سے پہلے، موت کے وقت اَور موت کے بعد کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

(۴۱) اِس کے علاوہ حضرت مولانا محمد اِبراہیم صاحب دہلویؒ کی کتاب ''اَحْوَالُ الصَّادِقَةِ فِیْ اَخْبَارِ الْاٰخِرَةِ معروف بہ قیامت کا سچا فوٹو'' کی نظرِ ثانی اَور اِضافہ بھی فرمایا ہے۔

(۴۲) حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ کی کتاب ''دین کی باتیں'' کی تخریج بہشتی زیور سے فرمائی جو ''خلاصۂ بہشتی زیور'' کے نام سے شائع ہوتی ہے۔

(۴۳) رسالہ ''اَلْاِبْقَاءُ'' جس میں حضرت تھانویؒ کے مواعظ شائع ہوتے تھے اُن میں جو فارسی اَشعار آتے تھے اُن کا ترجمہ حضرت قاری صاحبؒ کے قلم سے ہوتا تھا۔

حضرت قاری صاحبؒ کی نصف درجن کتابیں جو اگرچہ اپنی ضخامت میں مختصر ہیں لیکن افادیت اَور تاثیر میں بے مثال اَور ایسی مقبولِ عام ہوئیں کہ اِن کے نہ صرف بیسیوں ایڈیشن چھپ چکے ہیں بلکہ اُردو کے علاوہ سندھی، پنجابی، پشتو ملکی زبانوں میں اَور فارسی و اَنگریزی غیر ملکی زبانوں کے تین، چار اَور پانچ زبانوں میں ترجمے بھی شائع ہو چکے ہیں۔

خدمات کا ایک اہم گوشہ :

حضرت قاری صاحبؒ کی خدمات کے کئی اَور پہلو بھی ہیں، اِن میں ایک اہم موضوع ''مجلس یادگار شیخ الاسلام (پاکستان) کراچی'' کا قیام اَور اُس کے تحت علمی منصوبوں کی تکمیل کی سرپرستی اُن ہی کا کارنامہ ہے۔ حضرت قاری صاحبؒ کی سرپرستی، رہنمائی اَور ہمت اَفزائی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کئی ایسے کاموں کی تکمیل کی عزت بخشی جو اَبھی تک کوئی دُوسرا اِدارہ اَنجام نہ دے سکا تھا۔ اِس میں محترم ڈاکٹر اَبوسلمان صاحب شاہجہان پوری زادمجدہٗ نے اپنی خدمات بھی پیش فرمائیں اَور کئی منصوبے بحمد اللہ پایۂ تکمیل تک پہنچے۔ ''تذکرۃ الشریف'' کے نئے ایڈیشن میں اِنشاء اللہ العزیز یہ سب تفصیل کے ساتھ آئیں گے۔ سرِدست صرف اِن چند کاموں کی طرف اِشارہ ہی کیا جا سکتا ہے۔

اِس سلسلے کی پہلی کتاب ''شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ - ایک سیاسی مطالعہ''، دُوسری کتاب بھی اِسی نوعیت کی ''شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندیؒ - ایک سیاسی مطالعہ''،

''مناقب شیخ الاسلامؒ''، ''علمائے ہند کا سیاسی موقف''، ''برِاعظم ہند پاکستان کی شرعی حیثیت''، ''علمائے حق اَور اُن کے مجاہدانہ کارنامے''، (جلد اوّل) کی تدوین، ''مکتوبات شیخ الاسلامؒ'' (چار حصے)، ''مکتوبات شیخ الاسلامؒ - سلوک وطریقت''، ''معارفِ مدنیہ'' (تین جلدیں) ''تذکرۂ شیخ الہندؒ'' (اَز حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوریؒ) اَور اِس سلسلے کی دُوسری ترتیبات وتدوینات کے علاوہ مجلس یادگار شیخ الاسلام کی مطبوعات اَور حضرت قاری صاحبؒ کی سرپرستی کا حاصل حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنیؒ کی ''سیاسی ڈائری'' ہے جو آٹھ جلدوں اَور سات ہزار صفحات پر محیط ہے۔

اِس سلسلے کی دیگر شخصیات کے بارے میں بعض اَور اہم کام بھی ہیں جو مکتبہ رشیدیہ کراچی اَور بعض بیرونِ کراچی کے دُوسرے اِداروں نے شائع کیے ہیں۔

اہلِ علم کی آراء :

حضرت قاری صاحبؒ کی خدمات پر آپ کے اُستاذ محترم اَور شیخ طریقت کے علاوہ دیگر اہلِ علم نے بھی خراجِ تحسین پیش کیا ہے، ذیل میں اُن میں سے چند کے اِقتباسات نقل کیے جارہے ہیں :

آپ کے اُستاذ محترم حضرت مولانا قاضی سجاد حسین صاحب دہلویؒ فرماتے ہیں :

''تذکرۃ الانبیاء مصنفہ عزیز مکرم جناب مولانا قاری شریف احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا سرسری مطالعہ کیا، طبیعت مسرور ہوئی، عبارت شگفتہ اَور عام فہم ہے''۔

آپ کے پیر و مرشد (ثانی) حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ فرماتے ہیں :

''حضرت قاری صاحب مدظلہم کی تمام ہی تصانیف کو قبولِ عام حاصل ہوا ہے''۔

ایک جگہ فرماتے ہیں :

''اہم بات یہ ہے کہ مولانا قاری شریف احمد صاحب نے اِن مسائل (معین الحجاج) کی تحریر میں بہت احتیاط برتی ہے۔ مزید یہ کہ طباعت سے پہلے یہ کتاب ایک جید عالم دین (مفتی محمد اکمل صاحبؒ) کو بھی دِکھالی جو یقیناً اِن کی بے نفسی، انابت اَور خلوص کی قابلِ تقلید مثال ہے''۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ فرماتے ہیں :

''مولانا قاری شریف احمد خطیب جامع مسجد ریلوے سٹی اسٹیشن و معلم قرآن دکھنی مسجد پاکستان چوک کراچی کو حق تعالیٰ نے قرآن کی تعلیم و تعلّم کا خاص شغف اَور جذبہ عطا فرمایا ہے۔ اِن کا رات دن کا مشغلہ قرآن حکیم کی خدمت ہے۔ ساتھ ہی اِنہیں دینی قلم بھی بخشا ہے اَور وہ مختلف دینی رسائل کے مصنف بھی ہیں''۔

ایک اَور جگہ حضرت حکیم الاسلامؒ فرماتے ہیں :

''رسالہ کے مستند ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ مولانا قاری شریف احمد صاحب کی تالیف ہے۔ مولانا ممدوح فاضل ڈابھیل ہونے کے ساتھ ساتھ ذاتی طور پر تقویٰ و طہارت اَور پارسائی کے جوہروں سے آراستہ ہیں جو تالیف کی مقبولیت کی حقیقی علامت ہے''۔

حضرت حکیم الاسلامؒ اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں :

''کوئی شبہ نہیں قاری صاحب مدظلہ قابل رشک ہیں۔ گو فکر اُن کی یہی ہے کہ ساری جنت پر وہ تنہا قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ بخل اَور حرص کی کوئی حد ہونی چاہیے، نہ یہ کہ ساری جنت گھیر لیں اَور دُوسروں کو جگہ نہ دیں مگر بہرحال! جنت میں جب اِن جیسے لوگ جائیں گے تو اِن کے دامن سے لگ کر بہت سے ہم جیسے بھی چلے جائیں گے، اِس لیے فکر رفع ہو جاتی ہے''۔

مؤرخ ملّت حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاری صاحبؒ کی تالیف ''معلم الدین'' کے متعلق فرماتے ہیں :

''دینی اَور رُوحانی ترقی کیلیے یہ کتاب ''مرشدِ کامل'' اَور ''شیخ طریقت'' کا کام دیتی ہے۔''

خطیب الامت حضرت مولانا اِحتشام الحق صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں :

''میرے عزیز دوست اَور واجب الاحترام عالم قاری شریف احمد صاحب خطیب ... ایک متقی اَور جید عالم اَور جید قاری ہیں۔ مسلمانوں کی عام دینی ضرورت کے پیشِ نظر قاری صاحب موصوف نے ایک رسالہ ''معلم الدین'' مرتب فرمایا ہے جس میں اِسلام کی اِبتدائی ضروریات سے لے کر تکمیل اِسلام تک تمام مسائل نہایت صحیح اَور معتبر کتابوں سے جمع کیے ہیں۔''

ایک اَور جگہ فرماتے ہیں :

''دین اِسلام کی ترقی و اِشاعت کے لیے اپنے دِل میں غیر معمولی جذبہ رکھتے ہیں۔ اِسی جذبے کے تحت موصوف نے اِسلام کی اساسی تعلیمات اَور بنیادی اَرکان سے متعلق متعدد کتابیں آسان اَور سلیس اُردو زبان میں تالیف فرمائی ہیں جو بے حد مفید اَور جامع ہیں''۔

دارُالعلوم دیوبند سے والہانہ تعلق :

حضرت قاری صاحبؒ اگرچہ قاسمی نہیں تھے لیکن دارُ العلوم دیو بند سے اپنے تعلق کو ہمیشہ سعادت سمجھا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی قدس اللہ سرہٗ کے زمانۂ صدارت اَور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی نور اللہ مرقدہٗ کے زمانۂ اہتمام سے دارُ العلوم کے پاکستان میں نمائندے اَور خزانچی تھے۔ ۲۶/ مارچ ۱۹۵۴ء کا ایک گرامی نامہ حضرت حکیم الاسلامؒ کا حضرت قاری صاحبؒ کے نام ہے، اُس میں تحریر فرماتے ہیں :

''دارُ العلوم کی خدمت جناب نے منظور فرمائی، ہم خدامِ دارُ العلوم اِس کے ممنون اَور شکر گزار ہیں''۔

۱۲/ مئی ۱۹۵۴ء کے گرامی نامے میں حضرت حکیم الاسلامؒ تحریر فرماتے ہیں :

''چندۂ دارُ العلوم کے سلسلے میں مستقلاً معتمد جناب کی ذات ہے۔ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب کا نام محض اِنتساب کے لیے رکھا گیا تاکہ رجوع زیادہ ہو، ورنہ اَصل معتمد علیہ جناب ہیں۔ اِس لیے اَطرافِ ملک میں جب کوئی دارُ العلوم میں رقم دینے کے لیے پتہ دریافت کرتا ہے تو آں جناب کا پتہ لکھا جاتا ہے۔''

حضرت حکیم الاسلامؒ کے بعد بھی دارُ العلوم سے والہانہ تعلق رہا۔ اِس کے لیے ایک مستقل مضمون ''حضرت مولانا قاری شریف اَحمد نور اللہ مرقدہٗ اَور دارُ العلوم دیو بند'' ماہ نامہ دارُ العلوم دیو بند کے لیے لکھا ہے، وہ اُس میں شائع ہو رہا ہے۔ تفصیل اُس میں موجود ہے۔

پاکستان میں دیوبندی مسلک کے تمام مدارس دارُ العلوم دیو بند کی شاخیں ہیں۔ جامعہ مدنیہ لاہور، حضرت قاری صاحبؒ کے مرشد ثانی شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محنتوں کا

ثمرہ ہے۔ اِس کے قیام کے اَوّل دِن سے قاری صاحبؒ کا بہت قریبی تعلق رہا۔ جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ کی شوریٰ کے وہ اَوّل روز سے رُکن رہے۔

حضرت قاری صاحبؒ کے ایک ہی صاحبزادے محترم حافظ رشید احمد صاحب ہیں جو حضرت قاری صاحبؒ کی کتابوں کی اِشاعت اَور جن بزرگوں کی دینی خدمات کی اِشاعت کا بیڑا حضرت قاری صاحبؒ نے اُٹھایا تھا، اُس کے اَمین ہیں۔

حضرت قاری صاحبؒ کو جو اَمانت شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ سے ملی تھی وہ اُن کے اِنتقال کے بعد حضرت قاری صاحبؒ نے اُن کے داماد کے سپرد کی، اِس طرح آپ کے خلیفہ ومجاز حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم (مدرس جامعہ مدنیہ، کریم پارک، لاہور) ہیں۔

علالت و اِنتقال :

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ گزشتہ تقریباً پانچ سال سے علیل تھے۔ پہلے فالج کا حملہ ہوا، اُس کے بعد کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی، اُس کا آپریشن ہوا، گھٹنوں نے کام کرنا چھوڑ دیا لیکن اِس کے باوجود مدرسہ جانے کے لیے بے چین رہتے، کرسی پر لے جایا جاتا۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہوتی تو گھر پر ہی چند بچوں کو بُلایا جاتا اَور وہیں لیٹے لیٹے اُن کا قرآن سنتے۔

قرآن کریم کو اپنا اَوّل وآخر بنانے والی ہستی اللہ کے قانونِ اَٹل کے مطابق ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ/ ۲۷ مارچ ۲۰۱۱ء بروز اِتوار تین بجے سہ پہر کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملی۔ اِنا للہ واِنا الیہ راجعون !

اللہ کی شان ہے اَور یہ حضرت قاری صاحبؒ کی کرامت بھی ہے کہ اِنتہائی مختصر وقت میں غسل، تکفین، نمازِ جنازہ اَور تدفین ہوگئی۔ ساڑھے سات گھنٹے میں تدفین ہوگئی۔ بقول حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب غزنوی مدظلہم: اِتنے مختصر وقت میں اِتنے لوگوں اَور علما کا جمع ہو جانا حضرت قاری صاحبؒ کے مقبولِ بارگاہِ اِلٰہی ہونے کی علامت ہے۔ جہاں آپ خطیب واِمام تھے اُسی مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد جنازے کی نماز اَدا کی گئی۔ اَنجمن مسلمانانِ پنجاب (میوہ شاہ) قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حسنات کو قبول فرمائے، خدمت قرآن کی برکات ہمیشہ جاری رکھے، جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، ہمیں اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سیّد المرسلین ﷺ۔

نیکیوں کا موسم

﴿ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ ﴾

ہر کاروباری شخص کو سیزن کی تلاش رہتی ہے، پہلے سے اِس کی تیاری، ضروریات کی فراہمی، لوازمات کی حصولی اَور تمام اَسباب و ذرائع کی سعی میں کوئی کمی اُٹھا نہیں رکھی جاتی ہے۔ سردی کی کارآمد اَشیاء اَور لباسات کے لیے ہر کاروباری پورے سال سے کوشش کرتا رہتا ہے۔ گرمی کے شربتوں مفرحات و ضروریات اَور اِسی طرح برسات کے لوازمات میں بھی بہت پہلے سے اہتمامات کیے جاتے ہیں۔ کوئی نمائش میلہ اَور اِجتماع ہو تو جگہیں اَور سامان حاصل کرنے کی دِن رات دُھن رہتی ہے۔ کارخانوں کو سیزن کے وقت کے لیے عرصہ پہلے سے تمام ضروریات فراہم کرنی اَور وقت پر دِن رات ایک کر کے کام میں لگنا ہوتا ہے۔ زراعت پیشہ اَصحاب کو بھی ہر موسم کے موافق اَور وقت وقت کے مطابق زمین کی تیاری، بیج کی فراہمی، آبپاشی کے اِنتظامات دِن رات لگ کر کرنے ہوتے ہیں۔ ملازمین کو بھی خاص خاص اَیام میں دِن رات سرتوڑ کوششیں کرنی ہوتی ہیں۔ غرض کوئی اِنسان ایسا نہیں ہے کہ اپنے کام کے سیزن میں ذرا بھی غفلت اَور کوتاہی کرنا چاہتا ہو اَور اگر کوئی غفلت یا کام میں کوتاہی کر گیا تو سارے سال سر پکڑ کر رونا پڑتا ہے۔ ہر قوم کا تہوار بھی اُس کے قومی کام کا سیزن ہے جس کی ہر طرح کی تیاری میں سب منہمک رہتے ہیں اَور غفلت والا محروم قرار پاتا ہے۔

سیزن ایسی چیز ہے کہ راحت و آرام بلکہ خورد و نوش خواب و راحت اَور تمام شوق و تفریح کو چند روز کے لیے بالائے طاق کر دیتا ہے تب کامیابی ترقی خوشحالی فارغ البالی کے خوابوں کی تعبیریں سامنے آتی ہیں اَور ذرا سی کوتاہی پر محرومی ہو جاتی ہے۔

شاید آپ نے بھی سنا ہو کہ بعض بعض حضرات اپنے سیزن میں اِس قدر کامیابی حاصل کر لیتے ہیں کہ سارے سال بھی کبھی اِس قدر کامیابیوں کا تصور نہیں ہو سکتا تھا یہ صرف اُن کی ہوشیاری، وقت شناسی، جوان ہمت اَور تندہی کا نتیجہ ہوتا ہے اَور دیدۂ عبرت کے لیے سرمۂ جلاء البصر ہے۔

ہر شخص کو سیزن کا نفع بخشی سے پورا پورا فائدہ اُٹھانا ہی کامیابی کا راز اَور غفلت و کوتاہی پریشان کن

محرومی کا ذریعہ ہے۔

مسلمان کا اِمتیاز :

مسلمان یک چشم نہیں ہے کہ اُس کو صرف ایک عالَم اَور اُسی کی کامیابی نظر آسکتی ہو اُسی کی فکر اُس کی کامیابی و ناکامی کا سرچشمہ ہو۔ وہ دو آنکھیں رکھتا ہے اَور ساتوں آسمانوں کو چیر کر اُوپر جانے والی نظر رکھتا ہے بلکہ وہی عالَم اُس کا منتہائے نظر ہے ۔ یہ عالَم تو ایک ایکسیڈنٹ ایک ٹھوکر کھانے ایک ہچکی اَور ہارٹ فیل پر ختم ہو جاتا ہے لیکن وہ عالَم وہ ہے جس کی ناکامی اِنتہائی سخت اَور بہت دیرپا تکلیفوں اَور پریشانیوں کا سبب اَور کامیابی ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابی ہے۔ صحیح نظر اِس سے نیچے نہیں رہ سکتی۔

اِس کے لیے بھی ایک سیزن ہے بلکہ سیزن دَر سیزن ہے۔ عقل و ہوش کا کام یہ ہے کہ وہ بہت پہلے سے اِس کے لیے تمام ذرائع و اَسباب اَور تمام ضروریات فراہم کرے، ہوشیاری اَور وقت شناسی کے ساتھ تندہی سے کام کرے ورنہ عقل درست ہے تو تمام سال سر پکڑ کے رونا پڑے گا اَور اگر اِحساس ہی باطل ہو جائے تو لاعلاج مرض ہے۔

اِنسانیت کا معیار :

اِنسان فرشتوں اَور جانوروں کے درمیان ایک مخلوق ہے نہ بالکل فرشتوں کی طرح کہ اِس میں معصیت کا مادّہ ہی نہ ہو اَور عبادت اُس کی سرشت ہو کہ بے اِختیار برابر صادِر ہوتی رہے اَور نہ بالکل جانور کہ اِس پر کوئی قدغن نہ ہو، تمام قوائے ظاہری و باطنی بے مہار ہوں بلکہ یہ خیر و شر دونوں کا مجموعہ ہے اِس کی زندگی ایک اِمتحان گاہ ہے کہ خیر و شر دونوں اِختیاری ہیں۔ اَب اِمتحان ہے کہ اپنے اِختیار و قدرت سے عبادتوں میں منہمک رہتا اَور معصیت سے بچ بچ کر کام کرتا ہے یا نہیں۔

اِسی اِمتحان میں فیل پاس ہونا اُس کی زندگی کا مقصد ہے، یہی نہیں اِس سے بھی اُونچا ایک درجہ دیا گیا ہے کہ اِمتحان بھی سخت ترین ہے، بدی کے دو پہلوان اِس پر مسلّط ہیں (ایک اَندر کا نفس ایک باہر کا شیطان) اِن دونوں کو زیر کر کے نیکی و عبادت کرنا اَور بدیوں سے بچ نکلنا اُس کا فریضہ ہے گویا اُس کی زندگی ہر آن ایک میدانِ جنگ ہے اَور ہر وقت فتح و شکست اُس کے لیے مقرر ہے اگر فتح مند ہے تو فرشتوں سے بھی اَفضل اَور اگر شکست خوردہ ہے تو اِبلیس سے بھی بدتر ہے۔

دینی سیزن :

زندگی کا ہر لمحہ اِس معرکہ کی فتح و شکست کا میدان ہے۔ اِس فتح و شکست کا سخت ترین موقع اَور اِس کی کامیابی کا ایک بڑا سیزن ہے جس کا نام ہے ''رمضان المبارک''۔

اِمتحان کے دو شعبے ہیں: کچھ ایسی چیزوں سے جن کی رغبت وشوق طبیعت میں ہو رَوکنا اَور کچھ کام جو طبیعت پر شاق ہوتے ہوں اُن کے اَنجام دینے کا حکم۔ پھر جن سے روکا جاتا ہے اُن سے روکنے کے اَحکام ''نَوَاھِیْ'' اَور جن کے کرنے کو کہا جاتا ہے اُن کے کہنے کو'' اَوَامِرْ'' کہتے ہیں۔ نواہی سے رُکنا اَور اَوامر کی تعمیل اُس کا فریضہ ہے اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ (حلال بھی ظاہر ہے اَور حرام بھی ظاہر ہے) قرآن وحدیث نے کھول کھول کر بیان کر رکھا ہے۔ یہی ہر وقت کا اِمتحان ہے، اِسی پر پاس فیل، کامیابی و ناکامی کا مدار ہے۔

لیکن ایک ایسا مبارک زمانہ بھی عطا فرمایا گیا ہے جس میں یہ اِمتحان اَور سخت اَور اِس کی میابی بہت ہی بلند درجہ رکھتی ہے۔ اِس میں سب سے زیادہ مرغوب و محبوب چیزیں جو ہمیشہ سے پاک وصاف حلال اَور طیب تھیں کچھ وقت کے لیے حرام قرار دی گئی ہیں۔ وہ مرغوب و محبوب چیزیں کہ اِنسان کا اُن سے رُکنا عادت کے موافق محال نہیں تو دُشوار بہت ہے۔ ہر کھانے کی چیز اَور ہر پینے کی چیز اَور میاں بیوی کا خاص میل اَور جتنی چیزیں پہلے سے حرام یا مکروہ تھیں برابر حرام و مکروہ ہیں، مزید یہ حلال بھی چند گھنٹوں کے لیے حرام قرار دی گئی ہیں۔ اِن ہی تین چیزوں (کھانا، پینا اَور میاں بیوی کا میل) کے بغیر اِنسان بے چین ہوتا ہے اَور زندگی کی حلاوت ختم محسوس کرتا ہے اِس لیے یہ اِمتحان سخت ترین اِمتحان ہے۔ دیکھنا ہے کون پاس ہوتا ہے اَور کون فیل، کون کامیاب ہوتا ہے اَور کون ناکام؟ ''روزہ'' صرف اِسی کا نام ہے مگر نیت کے ساتھ یعنی صرف خدا تعالیٰ کی تعمیل اِرشاد میں اِن تین چیزوں سے رُکنا، نہ کہ مجبوری یا بیماری یا مشغولی یا بے اِلتفاتی میں پھر اِس پر بے نہایت ثواب نے اِس کو دین کا سیزن بنا دیا ہے۔

(۱) ہر نیکی کا دس گنا تا سات سو گنا اَجر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ صرف میرے ہی لیے ہے میں ہی اِس کی جزا دُوں گا۔ میری ہی وجہ سے اپنی خوہشات اَور کھانے کو ترک کیا ہے۔ (صحاح ستہ) یعنی بغیر فرشتوں کے واسطے کے بے اِنتہاء براہِ راست خود اَور اپنی شان کے موافق جزا عطا فرمائیں گے۔

(۲) روزہ دار کے لیے دو بار خوشی ہے افطار کے وقت اَور اپنے پرورد گار سے ملنے کے وقت (صحاح ستہ) کہ اِس امتحان میں کامیاب ہو گیا۔ روزانہ افطار کے وقت اَور آخر میں عید کی خوشی اَور قیامت میں بے اِنتہاء اَجر کی خوشی۔

(۳) روزہ دار کے منہ کی بو (جو معدہ خالی ہونے سے ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے عمدہ ہے۔ (صحاح ستہ)

(۴) روزہ ایک ڈھال ہے جب تک یہ اِس کو شق نہ کرے (نسائی) یعنی تمام گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ فرمایا جھوٹ اَور غیبت سے شق نہ کرے۔ (طبرانی) روزہ دوزخ سے بچنے کا مضبوط قلعہ ہے۔ (احمد و بیہقی)۔

(۵) روزہ کی مثل کوئی چیز نہیں (نسائی) جس نے بغیر کسی مرض یا عذر کے رمضان کا روزہ نہ رکھا سارے زمانہ کے روزے بھی قضا نہ بن سکیں گے۔ (مسند اَحمد، ترمذی، اَبوداوءد، ابن ماجہ)

(۶) جو رمضان کے روزے اِیمان کے لیے اَور خدا تعالیٰ کے خوشنودی کے لیے رکھے گا اُس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (بخاری)

(۷) حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت کو سال سے سال تک رمضان کے لیے مزین کیا جاتا ہے جب رمضان آتا ہے تو جنت دُعا کرتی ہے کہ اے اللہ! اِس مہینہ میں اپنے بندوں میں سے مجھ میں سکونت کرنے والے بتا دیجیے حوریں دُعائیں کرتی ہیں کہ اِس ماہ میں اپنے بندں میں ہمارے لیے وہ شوہر مقرر فرما دیجیے جس نے کو خود کو رمضان کے مہینے میں روک رکھا ہو، کوئی نشہ کی چیز نہ پی ہو، کسی مسلمان پر بہتان نہ لگایا ہو، کوئی گناہ نہ کیا ہو، اللہ تعالیٰ ہر رات سو حوروں سے اُس کا رشتہ جوڑ دیتے ہیں اَور اُس کے لیے جنت میں ایک محل سونا چاندی یاقوت و زَبرجد سے اِتنا عظیم الشان تیار کر دیتے ہیں کہ اگر ساری دُنیا کو اُس میں جمع کر دیا جائے تو صرف اِتنی جگہ دُنیا میں بکریوں کا تھان۔

اَور جو کوئی نشہ کی چیز پی لے گا یا کسی مسلمان پر تہمت لگا دے گا یا کوئی گناہ کرلے گا، اللہ تعالیٰ اُس کے سال بھر کے عمل ضائع کر دے گا، تم رمضان کے مہینے سے ڈرتے رہو کہ وہ اللہ کا مہینہ ہے۔ اِس بات سے کہ اُس میں کوئی کوتاہی کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے گیارہ مہینے مقرر کر دیے جن میں نعمتیں کھاتے اَور

لذتیں لیتے رہتے ہو اَور اپنے لیے ایک رمضان کا مہینہ مقرر کیا ہے تو اِس میں ہر بات سے بچتے رہو۔ (طبرانی)

(۸) حضرت کعب بن عجزہؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام ایک دِن ممبر کی طرف چلے ایک سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا آمین پھر دُوسری پر چڑھے تو فرمایا آمین پھر تیسری پر چڑھے تو فرمایا آمین۔ جب ممبر سے نیچے تشریف لے آئے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! (علیہ السلام) ہم نے آج آپ سے ایک کلام سنا ہے۔ فرمایا کیا تم نے اُس کو سن لیا عرض کیا جی ہاں فرمایا جب میں ایک سیڑھی پر چڑھا تو جبرائیل سامنے آئے اَور کہا ہلاک ہو جائے وہ کہ جس نے ماں باپ (دونوں) یا ایک کو بڑھاپے میں پایا اَور جنت میں داخل نہ ہوا، میں نے کہا آمین (پھر) بولے ہلاک ہو جائے وہ کہ آپ کا ذکر اُس کے پاس ہو اَور وہ دُرود نہ پڑھے، میں نے کہا آمین (پھر) بولے ہلاک ہو جائے وہ کہ جس نے رمضان پایا اَور اُس کی بخشش نہ ہوئی میں نے کہا آمین۔ (طبرانی)

(۹) ہر شے کے لیے زکوۃ ہے، جسم کی زکوۃ روزہ ہے اَور روزہ نصف صبر ہے (ابن ماجہ)۔ ہر اِفطار پر بہت لوگ دوزخ سے آزاد ہوتے ہیں (مسند احمد)۔ اَور ہر رات بہت لوگ دوزخ سے آزاد ہوتے ہیں۔ (ترمذی)

(۱۰) جنت کا خاص دروازہ ''ریان'' ہے۔ روزوں والے اِسی سے بُلائے جائیں گے۔ روزہ دار ہی اِس سے داخل ہوں گے جو کبھی پیاسے نہ ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

ہر عبادت کے لیے سیزن :

حضور علیہ السلام سے سوال کیا گیا کون سا صدقہ اَفضل ہے؟ فرمایا رمضان میں صدقہ کرنا۔ (ترمذی)

سیزن دَر سیزن میں سیزن :

یہ ''لیلۃ القدر'' ہے قرآن مجید نے لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ (لیلۃ القدر ایک ہزار مہینہ سے بہت بہتر ہے) فرمایا ایک ہزار مہینوں کے تراسی سال چار ماہ ہوتے ہیں بلکہ ایک ہزار ماہ کے تیس ہزار دِن اَور تیس ہزار راتیں ہوئیں تو یہ رات اُن راتوں اَور اُن دِنوں یعنی ساٹھ ہزار سے بہتر ہوئی اَور بہترانی کی حد کوئی مقرر نہیں اِس لیے بے اِنتہا بہتر ہے۔ جب تمام رات کا یہ اَجر ہے تو اُس کی ہر ہر منٹ کا بھی اِسی قدر اَجر ہو کہ ایک ایک منٹ دُوسرے ساٹھ ساٹھ ہزار منٹ سے اَفضل ہو تو اِس سے محروم رہنا کس قدر محرومی ہے۔

قسط : ۳، آخری

اِنسداد توہینِ رسالت قانون سے متعلق سوالوں کا تفصیلی جائزہ

﴿ جناب مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری، ناظمِ اَعلیٰ وفاق المدارس العربیہ ﴾

پاکستان آئینی طور پر اِسلامی ریاست ہے جس کا تعین آئین پاکستان کے دیباچہ میں کردیا گیا ہے اور ۱۲/اپریل ۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت ملک کا نام ''اِسلامی جمہوریہ پاکستان'' ہے۔ آئین میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ پوری کائنات پر حاکمیت ِ اَعلیٰ صرف اللہ کی ہے۔ اُس کے عطاء کردہ اِختیارات کو پاکستانی عوام اِسلامی حدود کے اَندر رہتے ہوئے اِستعمال کر سکتے ہیں اَور پاکستانی عوام کا فیصلہ ہے کہ اِن کی ریاست اپنی طاقت اَور اِختیارات جمہوری اُصولوں کے مطابق عوام کی منتخب کردہ پارلیمنٹ کے ذریعہ اِستعمال کرے گی۔ آزادی، مساوات، برداشت اَور سماجی اِنصاف جیسے اُصول جن پر اِسلام زور دیتا ہے اُن کا لازمی خیال رکھا جائے گا۔

پاکستان کا آئین یہ بھی تقاضا کرتا ہے کہ ایسا معاشرہ تشکیل دیا جائے جس میں مسلمان اَپنی اِنفرادی اَور اِجتماعی زِندگی کو قرآن اَور سنت کے مطابق اِسلامی سانچے میں ڈھال سکیں، اِس کے ساتھ ساتھ آئین اَقلیتوں، پسماندہ اَور پسے ہوئے طبقات کے جائز مفادات کے مکمل تحفظ کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے۔ معاشرہ یہ مقاصد اُس وقت تک حاصل نہیں کرسکتا جب تک متعلقہ قانون سازی نہ کی جائے اَور اِدارے قائم نہ کیے جائیں۔ پاکستان کا ریاستی مذہب اِسلام ہے اَور قرآن وسنت قانون سازی کے بنیادی اَور بڑے مآخذ۔

اَب بات کرتے ہیں سیکشن 295C کی validity کی۔ یہ قانون ایکٹ نمبر III کے ذریعہ 1986ء میں پاکستان پینل کوڈ 1860ء کا حصہ بنایا گیا۔ یہاں ضروری ہے کہ اِس قانون کو دوبارہ دیکھا جائے جو پہلے ہی ایک فیصلہ کے تحت حتمی حیثیت اِختیار کر چکا ہے جس کے تحت :

> ''اگر کوئی ایسے الفاظ لکھے یا بولے یا کسی بھی طرح اُن کا اِظہار کرے یا کسی بھی طرح بالواسطہ یا بلا واسطہ ایسا اِشارہ کنایہ کرے جس سے رسول پاک حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کا پہلو سامنے آئے تو یہ جرم ہوگا جس کی سزا موت یا عمر قید ہوگی اِس کے ساتھ ساتھ جرمانہ بھی کیا جاسکتا ہے۔''

توہینِ رسالت کا یہ قانون پہلے ہی پارلیمنٹ کے اَندر اَور اُس کے باہر پارلیمانی فورمز پر زیرِ بحث لایا جا چکا ہے۔ یہاں تک کہ ایک آئینی عدالت وفاقی شرعی عدالت اِس قانون کے تمام پہلوؤں کا قرآن و سنت کی روشنی میں بغور جائزہ لے چکی ہے۔ ''محمد اِسماعیل قریشی بنام پاکستان بذریعہ سیکرٹری قانون و پارلیمانی اَفیئرز پاکستان'' PLD 1991 FSC Page10 کے عنوان سے ایک کیس میں وفاقی شرعی عدالت نے اِس قانون کا قرآن و سنت کی روشنی میں تفصیل سے جائزہ لیا اَور قرار دیا کہ توہینِ رسالت کیس میں سزائے موت کے متبادل عمر قید کی سزا اِسلامی قوانین کے خلاف ہے، اِس فیصلہ کے کچھ حصے پیشِ خدمت ہیں۔

سب و شتم اَور اذٰی کے اِلفاظ قرآن و سنت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی توہین کے معنوں میں اِستعمال ہوئے ہیں۔ ''سب'' کے معنی نقصان پہنچانے، توہین کرنے، ہتکِ عزت اَور جذبات کو مجروح کرنے کے ہیں۔(Arabic English Lexicon E.W.Lane,Book-1 Part 1 Page 44)

جبکہ ''شتم'' کے معنی گالی گلوچ کرنا اَور وقار مجروح کرنا ہے۔(PLD 1991 FSC Page26)

تمام ماہرینِ قانون اِس بات پر متفق ہیں کہ یہ اِلفاظ تمام اَنبیائے کرام کے متعلق ہیں اَور اگر کوئی شخص کسی بھی نبی کی کسی بھی اَنداز میں توہین کرتا ہے تو اُس کی سزا موت ہوگی۔ اِس تمام بحث سے ہم یہ نتیجہ اَخذ کرتے ہیں کہ توہینِ رسالت کی جو سزا پاکستان پینل کوڈ 1860ء میں درج ہے وہ سزا موت اَور عمر قید ہے جو قرآن و سنت سے مطابقت نہیں رکھتی کیونکہ قرآن و سنت میں توہینِ رسالت کی سزا صرف موت ہے عمر قید نہیں۔ اِس لیے عمر قید کا لفظ ختم کر دینا چاہیے۔(PLD 1991 FSC Page10)

پاکستان میں موثر عدالتی نظام موجود ہے جس کے تحت ایسے تمام مقدمات جن میں سزائے موت ہے وہ سیشن کورٹ میں Triable ہیں۔ اِن میں Chapter XXIIA Of Criminal Procedure Code 1898 اَور قانونِ شہادت آرڈر 1984ء منصفانہ سماعت کی ضمانت ہے۔ اِس قانونی ضمانت سے ہٹ کر بھی اَٹھارویں ترمیم کے ذریعے آئین کے Part II میں ہر ملزم کے لیے Fair Trial بنیادی حق قرار دے دیا گیا ہے۔ آئین کے مطابق اِس اَمر کو یقینی بنایا جائے گا کہ کسی بھی شہری پر لگنے والے مجرمانہ اِلزام پر اُسے Due Process کے ساتھ Fair Trial کا حق ملے۔ اِس نظامِ عدل میں ہر ملزم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قانونی معاونت حاصل کرے اَور اپنا دِفاع کرے۔

کوئی شخص یا ملزم خود قانونی دفاع یا اپنی پسند کے قانونی ماہر سے قانونی معاونت کے حق سے اِنکار بھی نہیں کرسکتا۔ آئین کی دفعہ 10 کی شق 1 کے مطابق کسی بھی ملزم کی سزائے موت پر اُس وقت تک عمل درآمد نہیں ہوسکتا جب تک ہائی کورٹ کا ڈویژنل بنچ اِس کی توثیق نہ کردے۔

Criminal Procedure Code 1898 کے Section 374 میں یہ اَمر وضاحت کے ساتھ موجود ہے :

''374۔ جب سیشن کورٹ کسی شخص کو سزائے موت سنادے تو یہ مقدمہ ہائی کورٹ میں پیش کیا جائے گا اَور اُس وقت تک سزا پر عمل درآمد نہیں ہوسکتا جب تک ہائی کورٹ سزائے موت کی توثیق نہ کردے۔''

اگر کسی ملزم کو سیشن جج یا اَیڈیشنل سیشن جج کی عدالت سے سزا ہوجائے تو وہ Criminal Procedure Code 1898 کے سیکشن 410 کے تحت ہائی کورٹ میں اپیل کرسکتا ہے۔ کسی ملزم کی اِس سطح پر بریت کی صورت میں صوبائی حکومت پبلک پراسیکیوٹر کو Criminal Procedure Code 1898 کے سیکشن 417 کے تحت ہائی کورٹ میں اپیل کی ہدایت کرسکتی ہے، ہائی کورٹ کے سوا کسی بھی عدالت سے بریت کا حکم جاری ہونے پر اِس سے متاثرہ فریق سیکشن 417 کی ذیلی شق 2A کے تحت ہائی کورٹ میں اپیل کرسکتا ہے۔

مقدمہ جو ہائی کورٹ میں سیکشن 374 کے تحت آیا ہو۔ Criminal Procedure Code 1898 کے سیکشن 376 کے تحت ہائی کورٹ اُس میں سزا کی توثیق کرسکتی ہے یا کوئی نئی سزا دے سکتی ہے یا اِسی اِلزام میں یا کسی دُوسرے اِلزام میں دوبارہ سماعت کا حکم دے سکتی ہے۔

یہاں اِس اَمر کا جائزہ بھی لینا ضروری ہے کہ بعض لوگ پروپیگنڈے کے زیر اَثر ایک غلط تصویر پیش کرتے ہیں کہ پاکستان کا Procedural قانون اِنسانی حقوق کے عالمی معیار کے مطابق نہیں یا پھر اُنہیں عالمی سطح پر تسلیم نہیں کیا جاتا۔ یہ تأثر سراسر بے بنیاد اَور غلط ہے۔ اِس حوالے سے قریب ترین مثال بھارت کی پیش کی جاسکتی ہے جہاں Code of Criminal 1974 کے Chapter XXVIII میں بھی سزائے موت کے حوالے سے یہی طریقہ کار دِیا گیا ہے۔

''366۔سیشن کورٹ اگر کسی شخص کو سزائے موت سنا دے تو یہ مقدمہ ہائی کورٹ میں پیش کیا جائے گا اَور اُس وقت تک سزا پر عمل درآمد نہیں ہو سکتا جب تک ہائی کورٹ سزائے موت کی توثیق نہ کر دے۔''

اِس سے موازنہ کی خاطر اگر ہم پاکستان کے قانون کو دیکھیں تو Criminal Procedure Code 1898 کی دفعہ 374 بھی یہی کچھ کہتی ہے :

''374۔سیشن کورٹ اگر کسی شخص کو سزائے موت سنا دے تو یہ مقدمہ ہائی کورٹ میں پیش کیا جائے گا اَور اُس وقت تک سزا پر عمل درآمد نہیں ہو سکتا جب تک ہائی کورٹ سزائے موت کی توثیق نہ کر دے۔''

اِس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پاکستان کے Criminal Procedure Code 1898 اَور بھارت کے Criminal Procedure Code 1973 of act 2 of 1974 میں لفظوں کا بھی فرق نہیں۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ پاکستان کا قانون مقدمات کی سماعت کے عالمی معیار کے مطابق ہے۔ یہاں اَفسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ Code of Criminal Procedure آزادی کے بعد ہم نے نہیں بنایا بلکہ یہ پہلے اَنگریزوں کا بنایا ہوا ہے، کسی بھی ملزم یا مجرم کے لیے Criminal Procedure Code 1898 کی شق 411A کے تحت ہائی کورٹ میں اپیل کی گنجائش موجود ہے۔ اِس طرح کسی بھی ملزم یا مجرم یا کسی بھی متاثرہ فریق کو آئین پاکستان کے آرٹیکل 185 کی ذیلی شق 2 کے پیراگراف A کے تحت پاکستان کی اعلیٰ ترین عدالت میں اپیل کا حق بھی حاصل ہے۔ اِس شق کے تحت سپریم کورٹ میں ایسے تمام مقدمات میں اَپیل کی جا سکتی ہے جن میں ہائی کورٹ فیصلہ دے چکی ہو۔

اُوپر کی گئی بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پاکستان پینل کوڈ 1860 کی شق 295-C کے تحت توہین رسالت پر موت کی سزا اِسلام کے عین مطابق اَور قرآن و سنت سے اَخذ کردہ ہے اِس میں کسی تبدیلی یا ترمیم کی کوئی ضرورت نہیں۔ پیراگراف (1) میں بیان کردہ تمام ریفرنسز منفی اَور قانون کی غلط تشریح پر مبنی ہیں۔ آئین کے آرٹیکل 9 کے مطابق کسی شخص کی زندگی اَور آزادی کو دُوسروں پر ترجیح حاصل نہیں اَور آئین کی شق (1)25 کے تحت تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں اَور یکساں طور پر قانونی تحفظ کے حقدار ہیں، لہٰذا 295-C کے

تحت مقدمات سیشن کورٹ میں ہی قابلِ سماعت ہیں اِس کے لیے کسی خصوصی عدالت کی بھی ضرورت نہیں۔

ایک اَور معاملہ جس پر مختصر بات ضروری ہے وہ ہے ''پاکستان میں مذہب کی آزادی''۔ پاکستان کا آئین ہر کسی کے لیے آزادانہ طور پر کوئی بھی مذہب اِختیار کرنے اَور مذہبی اِدارے بنانے کو اُس کا بنیادی حق تسلیم کرتا ہے جو ملکی قانون کے دائرے کے اَندر ہو۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل 20 کے پیراگراف A کے مطابق :

''اِس اَمر کی ضمانت دی جاتی ہے کہ ہر شہری مذہب اِختیار کرنے، اُس پر عمل کرنے اَور اُس کی تشہیر کرنے میں آزاد ہوگا۔''

اَور پیراگراف B کے مطابق :

''ہر مذہب کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی اِدارے بنانے چلانے کا حق ہوگا۔''

اَور یہ آزادی عالمی اُصولوں اَور قوانین کے عین مطابق ہے۔ مگر بہر حال یہ سب قانون اَمنِ عامہ اَور اَخلاقیات کے مطابق ہوگا۔

وزارتِ داخلہ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ قانونی راستہ اِختیار کرے۔ Executive کو کسی ایکشن کی ضرورت نہیں۔ مسمات آسیہ نورین کو Criminal Procedure Code 1898 کی شق 410 کے تحت پہلے ہی قانونی طور پر Remedy حاصل ہے۔ وہ ہائی کورٹ میں اَپیل کر کے عدالت کے فیصلہ اَور اپنی سزا کو چیلنج کر سکتی ہیں۔ وزارتِ اَقلیتی اُمور کی جانب سے وزیر اعظم کو توہینِ رسالت قانون میں فوری طور پر تبدیلی کی درخواست بھی مبنی بر حقیقت نہیں، لٰہذا اِس پر کوئی ایکشن نہ لیا جائے۔

وزارتِ خارجہ کو Briefing Material کی ضرورت ہے۔ اِس جائزے کی ایک کاپی اَلگ سے وزارتِ خارجہ کو اِرسال کر دی گئی ہے۔ تجویز کیا جاتا ہے کہ وزیر اعظم تمام ڈویژنوں اَور متعلقہ حلقوں کو ہدایت جاری کریں کہ وہ آئینی اَور قانونی معاملات میں وزارتِ قانون کی رائے لیے بغیر تبصرہ آرائی سے گریز کریں۔ یہ 1973ء کے حکومتِ پاکستان کے رُولز آف بزنس کے تحت لازمی ہے۔

دستخط

ڈاکٹر ظہیر الدین بابر

وزیر قانون اِنصاف و پارلیمانی اُمور

پھر اِن تجاویز پر وزیر اعظم کی طرف سے درج ذیل آرڈر جاری کیا گیا جو یقیناً پاکستانی تاریخ کا اہم ترین واقعہ ہے جس نے فتنہ وفساد کا دَروازہ بند کر کے ملک وقوم کو ایک بڑے بحران سے نجات دِلائی ہے۔

وزیر اعظم کا حکم نامہ بھی ملاحظہ فرمائیں :

وزیر اعظم سیکرٹریٹ اِسلام آباد

عنوان : پاکستان میں توہین رسالت قانون کے سلسلہ میں
اُٹھنے والے سوالات کا تفصیلی جائزہ

''وزیر اعظم پاکستان اَور وزیر قانون و اِنصاف و پارلیمانی اُمور کی تجاویز کی بخوشی منظوری دے دی ہے۔ تمام متعلقہ وزارتوں کو ضروری اِقدمات کی ہدایت کی جاتی ہے۔ منظور شدہ تجاویز کی کاپی اَلگ سے اِرسال ہے۔''

دستخط

خوشنود اَختر لاشاری

پرسنل سیکرٹری برائے وزیر اعظم پاکستان

08-02-2011

ڈائری نمبر 611/pspm/m/2011

اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ عوامی اَور حکومتی سطح پر اِنصاف اَور حق تک پہنچنے کے لیے جو کوششیں کی گئیں، اللہ رب العزت اُنہیں شرفِ قبولیت بخشیں اَور اِن مساعی کو اِس ملک کے مستقبل اَور اِستحکام دوام کا وسیلہ بنائیں، آمین۔

دینی مسائل

﴿ مسجد کے آداب و اَحکام ﴾

مسجد میں دُنیا کے مباح کام :

اِس بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ جو کام نہ طاعت ہو نہ معصیت ہو بلکہ مباح ہو، خاص اُس کے لیے مسجد میں جانا مکروہ ہے اَور اَگر پہلے سے مسجد میں حاضر ہے اَور اِتفاقًا اِس مباح کی حاجت پیش آئی اَور محض اِس کی نیت سے مسجد میں نہیں گیا بلکہ کسی طاعت کے لیے گیا اَور وہاں اِس مباح کو بھی کر لیا تو جبکہ کثرت نہ ہو جائز ہے۔

مسئلہ : اگر دُنیوی باتیں کرنے ہی کی غرض سے مسجد میں جائے اَور وہاں جا کر دُنیا کی باتیں کرے تو یہ بالکل جائز نہیں اگرچہ باتیں جائز اَور مباح ہوں۔

مسئلہ : اگر خاص باتیں کرنے کی غرض سے مسجد میں نہ بیٹھے بلکہ عبادت مثلاً نماز اَور ذکر کے لیے مسجد میں بیٹھا ہو پھر کوئی دُنیا کی جائز بات کر لی جس میں کوئی معصیت اَور گناہ کی بات نہ ہو تو گنجائش ہے لیکن زیادہ نہ ہونی چاہئیں صرف ضرورت کی ہوں۔

مسئلہ : مسجد میں نکاح کے علاوہ خرید و فروخت اَور دیگر معاملات کرنا ناجائز ہے اَلبتہ معتکف کے لیے بقدرِ حاجت خرید و فروخت کرنا جائز ہے بشرطیکہ فروخت کا سامان مسجد میں داخل نہ کرے۔

مسئلہ : مسجد میں اَشعار پڑھنا جائز نہیں اَلبتہ اگر اَشعار نصیحت وعظ کے ہوں یا نبی ﷺ کی مدح و نعت کے ہوں یا حقانیتِ اِسلام کے متعلق ہوں تو اُن کو مسجد میں پڑھنا اِس شرط سے جائز ہے کہ نمازیوں کو اَور ذکر و تلاوت کرنے والوں کو اِس سے تشویش نہ ہو۔

مسئلہ : مسجد میں کھانا کھانا اَور سونا جائز نہیں لیکن مسافر اَور معتکف کے لیے جائز ہے۔ اِن کے علاوہ کسی اَور کو اَگر ضرورت ہو تو وہ اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو اَور کچھ عبادت کر کے پھر اپنے کھانے اَور سونے کی ضرورت پوری کرے۔

مسئلہ : مسجد میں دستکاری کرنا بھی ناجائز ہے مثلاً کپڑا سینا، ٹوپی وغیرہ بننا، زیور کا جڑنا وغیرہ، غرض ہر قسم کی دستکاری مسجد میں ممنوع ہے یہاں تک کہ حدیث، تفسیر اَور فقہ کے مسائل بھی اُجرت پر لکھنا مسجد میں ناجائز ہے۔

مسئلہ : بچوں کو قرآن شریف وغیرہ اُجرت لے کر مسجد میں پڑھانا ناجائز ہے جبکہ جگہ کی مجبوری نہ ہو۔

مسئلہ : اَلبتہ اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھ کر دستکاری کرتا ہے کہ مسجد کی حفاظت کرے اَور مسجد کی حفاظت کی اِس کے علاوہ صورت نہ ہو تو پھر مضائقہ نہیں۔

مسئلہ : مسجد میں عقدِ نکاح مستحب ہے اَور نکاح کے بعد چھوارے اُچھالے نہ جائیں بلکہ لوگوں کے سامنے رکھ دیے جائیں۔

مسئلہ : کسی مصیبت کی وجہ سے مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے مثلاً اپنے کسی عزیز کے مرنے پر مسجد میں جا کر بیٹھنا تاکہ لوگ تعزیت کے لیے آئیں تو یہ مکروہ ہے اَلبتہ مسجد میں نماز کے لیے گیا اَور وہاں کسی نے تعزیت کر لی تو مضائقہ نہیں۔

مسئلہ : مسجد میں سوال کرنا مطلقاً منع ہے اَور کسی کے سوال پر اُس کو دینا بعض کے نزدیک علی الاطلاق ناجائز ہے جبکہ بعض کے نزدیک اُس وقت ناجائز ہے جب سوال کرنے والا نمازیوں کی گردنیں پھلانگتا ہو اَور اِیذا پہنچاتا ہو یا شور کرتا ہو۔

مسئلہ : مسجد میں ٹہلنا اَور ورزِش کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ : مسجد میں گمشدہ چیز کے لیے اعلان کرنا ناجائز ہے اَلبتہ اگر مسجد ہی میں کوئی چیز گم ہوگئی ہو تو اُس کو وہاں کے لوگوں سے دریافت کر سکتا ہے۔

مسئلہ : گمشدہ بچے کا مسجد سے اعلان کرنے کی اِنسانی مجبوری کی وجہ سے گنجائش ہے لیکن اِس کے لیے بہتر ہے کہ علاقے والے چندہ کر کے ایک لاؤڈ سپیکر شرعی مسجد کی حدود سے باہر لگالیں اَور اُس میں ایسا اعلان کریں۔

مسئلہ : مسجد کے صحن میں چارپائی بچھانا فی نفسہ جائز ہے اگر پاک ہو مگر چونکہ عرف و رِواج میں یہ

خلافِ اَدب ہے اِس لیے مناسب نہیں۔

مسئلہ : مسجد میں آواز دار گھنٹہ رکھنا جائز ہے لیکن ایسا گھنٹہ رکھنا جس میں کچھ وقت کے لیے موسیقی بجے جائز نہیں۔

مسئلہ : مسجد میں سحری و اِفطاری کے لیے سائرن بجانا جائز ہے۔ اِسی طرح جب سائرن کی سہولت نہ ہو اَور ضرورت ہو تو سحری و اِفطاری کے وقت کی اِطلاع دینے کے لیے طبل و ڈھول بجایا جا سکتا ہے۔

مسئلہ : کسی مملوکہ مکان کی کھڑکی، دروازہ مسجد میں کھولنا اگر آمد و رفت کے لیے ہے تو جائز نہیں اَور اَگر صرف ہوا وغیرہ کے لیے کھولا ہے اَور جس دیوار میں کھولا ہے وہ اُس کی مملوک ہے اَور کوئی غرض فاسد نہ ہو مثلاً یہ کہ گھر کا شور مسجد میں جائے۔ نیز اِس سے مسجد و اہلِ مسجد کا حرج و ضرر نہ ہو تو جائز ہے اَور اَگر کوئی نقصان یا بے اِحتیاطی ہو تو یہ جائز نہیں مثلاً وہاں سے مسجد میں دُھواں جائے یا خس و خاشاک اِس سے پھینکا جائے تو یہ منع ہے۔

مسئلہ : مسجد کے دروازے کو قفل لگانا جائز ہے۔ اگر مسجد کے سامان کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو کسی آدمی کے ذریعہ سے حفاظت کی جائے لیکن اگر حفاظت کی کوئی اَور صورت نہ ہو تو پھر اِس طرح قفل لگانا جائز ہے کہ نمازوں کے اَوقات میں کھول دیا جائے۔

مسئلہ : مسجد کو بغیر عذر کے راستہ بنا لینا مکروہ ہے۔ اگر کسی عذر سے گزرنا پڑے تو ہر روز ایک مرتبہ نماز **تحیةُ المسجد** پڑھ لیا کرے۔

مسئلہ : کافر اگرچہ جنبی ہو کسی بھی مسجد میں حتی کہ مسجدِ حرام میں بھی داخل ہو سکتا ہے۔

مسئلہ : واقف نے خاص مسجد یا خاص مدرسہ کے لیے قرآن یا کتاب کو وقف کیا ہے تو دُوسری جگہ منتقل کرنا جائز نہیں اَور اگر اِس لیے دیا ہے کہ طلباء یا دیگر لوگ اپنے گھروں میں لے جا کر پڑھ سکیں تو پھر اپنے گھروں کو لے جانے کی اِجازت ہوگی۔

اَخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۲۹ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ/۲ جولائی ۲۰۱۱ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ اِمتحانات نہایت خوش اسلوبی سے اَنجام پائے، جامعہ کے 227 طلباء نے وفاق کا اِمتحان دیا، والحمدللہ۔

۶ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ/ ۹ جولائی ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ سے حسبِ سابق جامعہ مدنیہ جدید میں اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب نے دورۂ صرف ونحو کا آغاز کیا، ملک کے چاروں صوبوں سے آنے والے طلباء نے بڑی تعداد میں شرکت کی، ۲۸ جولائی کو دورہ کا اِختتام ہوا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

۱۴ جولائی کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب قاری اَنور صاحب کی دعوت پر شیخوپورہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے مسجد فاروق اعظمؓ میں مقصدِ اِنسانی کے موضوع پر تفصیلی بیان فرمایا۔

۱۷ جولائی کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ کے فاضل مولانا عقیل صاحب کی دعوت پر مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لیے گاؤں سید پور (قصور) تشریف لے گئے جہاں آپ نے ایک اِینٹ پر کچھ دُعائیہ کلمات پڑھ کر اپنے دستِ مبارک سے مسجد کی بنیاد میں اِینٹ رکھ کر دُعا فرمائی۔ مولانا عقیل صاحب کی خواہش پر حضرت صاحب نے قرآن کریم کی عظمت کے بارے میں بیان فرمایا، بعد اَزاں جامعہ کے طالب علم محمد فہیم کے والد صاحب کے اِصرار پر چند منٹ کے لیے مدرسہ تعلیم القرآن تشریف لے گئے۔

۱۶ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ/ ۱۹ جولائی ۲۰۱۱ء کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے تشریف لے گئے اَور ۳ اگست ۲۰۱۱ء کو واپسی ہوگی، اِنشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کے اِس سفر کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)